

- (۱) عزل در مدح الحکم - سرپرستان الحکم سواتی
- (۲) دارالامان کا ہفتہ - تازہ الامات و کثرت - مسئلہ
- سفر قضا میں
- (۳) تفسیر القرآن من مسیح الزمان - صفحہ ۳۰۴
- (۴) مذہبی دنیا پر سرری نظر - صفحہ ۵
- (۵) اسلامی عہد تمدن کی بے نظیر تربیت - صفحہ ۱۰
- (۶) حضرت مسیح موعود کا ایک شانہ اشتہار - صفحہ ۱۰
- (۷) سوالات و فقہ مسیح کی نئی آیت - صفحہ ۱۱
- (۸) شیرازہ قوم - ایک آئینہ عالم بن کر رہا - صفحہ ۱۱
- (۹) ہماری شادیاں کیسے ہوں - شیل ٹرنک - صفحہ ۱۲
- (۱۰) شیرازہ قوم کا اخباری پہلو - اشتہارات صفحہ ۱۳ و ۱۴

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُ
(انہ اوّلیٰ لغز)

Digitized by Khilafat Library

چشم بالوگرانی چہادر قادیان بینی | ادو بینی شقا بینی عرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت لاکھ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے صہ (۳) ہندوستان سے ہارے (۴) غیر مذاہب الون سے صہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے صہ

نمبر ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۵ء مطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۲۴ء | جلد ۹

الحکم

میرے مکرم محترم منشی نواب خالص صاحب ثاقب میرزا خانی جاگیر دار مال کو طرہ الحکم کے متعلق ایک مراسلت پہنچتے ہیں۔ میں منشی صاحب موصوف کی عنایت کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ اور بہتر یقین دلاتا ہوں کہ بحالت موجودہ الحکم حاشیہ زیرین جلد کے لئے کافی چھڑا جاتا ہے اور اگر بہر ہی ناکافی ہے تو آئندہ اس کا اضافہ بھی لحاظ رکھا جائے گا۔ دس قرآن مجید کے متعلق آپ کی رائے قابل قدر ہے مگر افسوس ہے کہ میری رائے میں بعض اشارات کافی نہیں ہیں جس سے جو میں نے تفسیر القرآن کو الگ کرنے کا عزم کیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے آپ بھی دعا کریں۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے ایک نظم بھی ارسال فرمائی ہے جسکو میں ذیل میں چھاپ دیتا ہوں۔ ایڈیٹر۔

عزل در مدح الحکم

احمدیت کا مسلم آرگن ہے الحکم اور انفس سیم کا دہن ہے الحکم

دیکھتے ہیں اس کے ہوتی ہے طبیعت باغ باغ پر فضا و دلکش خندان چمن ہے الحکم اک بشارت ہے پستی صفر خسارت دافع صد رحمت و درخ و دامن ہے الحکم اس کے ہر نقطہ کو گر خال رخ ایمان کہیں دلبر حسین عذار و سیتن ہے الحکم ہفتہ بہر کے بعد ہو جاتا ہے فاصلا جگہ ٹٹا احمدی احباب کی اک انجمن ہے الحکم یعنی بھیجی اسکی خوشبو پھلتی ہے دور دور گلستان یا سہین و سنترن ہے الحکم حفظ ایمان کیلئے گھر زجان رکھیں بجا قوت روحانی غذائے جان و تن ہے الحکم ہیں صدائیں مٹھی مٹھی اور نغمہ شکرین خوب گویا طوطے شکر شکن ہے الحکم اپنی رعنائی کے نشہ میں مگر ہے حال مست دلبری و دستاویز میں مگن ہے الحکم ٹٹلکی باند ہے ہوئے رہتے ہیں ہم مشتاق دید چہیتے چہیتے منہ پہ کیوں پردہ لگن ہے الحکم چہرہ زیبا چھپا لیتا ہے کیوں یہ مرہ نقا مہر عالتاب کی روشن کرن ہے الحکم داغ و رفت میں پڑے جلتے ہیں اور توتہن ہم سوز دل اور چشم تر پہ خندہ زن ہے الحکم

ہفتہ عشرہ بعد ہی آنکھیں ملانا ہے قسم کیا ہی شرمیلی حیا پروردہن ہے الحکم اسکی شمع رخ پہ جان دیتے ہیں ہم پروانہ و سر دہری کے سبب دل کی جلن ہے الحکم ناقب ابن بن کے نام اچھو اسکو سمجھاتے ہو کیوں وعظ کھنڈ میں تو خود شیرین دہن ہے الحکم خاکسار محمد نواب خان ثاقب مالیر کوٹلوی مرزا خانی۔

سرپرستان الحکم سواتی

اجار کی عزت اور ہر اسکے ضروریات کو مد نظر رکھنا قوم کا فرض ہے۔ میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ اجار میں بار بار ان شکلات کا ذکر کروں جو آئے دن مجھے اپنے بعض سہل انگار ناظرین کی وجہ سے برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ بامد مفیکہ قبل از وقت انہیں بذریعہ کارڈ ترسیل قیمت کے لئے یاد دہانی کی جاتی ہے اور وہی کی اطلاع دی جاتی ہے۔ پھر بھی بعض بزرگ واپس کر دیتے ہیں اور وجہ انکار کچھ بھی نہیں لکھتے مین نے آج کی تاریخ سے یہ التزام کر لیا ہے۔ کہ جو شخص مطبع کے مرسلہ دی پی کو رجیکر اسے قبل از وقت اطلاع دی جا چکی ہو اور اسنے مطبع کو مطلع نہ کیا ہو کہ وہ کس وقت قیمت ادا کرے گا) واپس کرے گا۔

اسی تاریخ سے اس کے نام الحکم بند کر دیا جاوے گا۔ اگر قومی خدمت کا یہی ہے کہ چہ کر ایک شخص دل و دماغ کے قبضی جتہ کو انکی نذر کرے۔ اور بہت ساری ذمہ داریوں کو اپنے سر لیتا ہو انکے لئے وہ ذخیرہ جمع کرے جو ان کی روحانی بہلائی کے لئے بہترین ذخیرہ ہو اور اس پر اسکی واجب الادا قیمت بھی عند الطلب نہ دی جاوے تو یہ بھی بری بات ہے۔ پس میں اس قاعدہ کو اہم قرار دیتا ہوں۔ سرپرستان الحکم سے امید ہے تو جہ کرین گے۔ اور بروقت چندہ ادا کرنے والے خریدار ان کے ہم ہونچانے میں سی۔ اللہ تعالیٰ انکے ارادوں اور بہت میں برکت دے۔ الحکم کی قیمت کے متعلق میرا آخری التماس ہے ہاں جس شخص کے حساب میں کوئی غلطی ہو اسکا فرض ہے کہ وہ اگر اطلاعی کارڈ پر اطلاع نہ دے سکے تو وہی پی بدامانت رکھ کر فیصلہ کرے واپس کرنے میں مطبع کا سخت نقصان ہوتا ہے۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

۱۰۔ اس میں کیا شک ہے کہ یہ زلزلہ ہی طاعون کا ایک منہ ہے اور اس سے متعلق ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار فرمادیا ہے کہ زلزلہ اور طاعون دونوں تیری تائید کے لئے ہیں پس زلزلہ درحقیقت طاعون سے ایک تعلق رکھتا ہے کیونکہ طاعون ہی میرے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہے اور ایسا ہی زلزلہ ہی پس یہی وجہ ہے دونوں کو تعلق ہے اور دونوں ایک ہی امر کے مودید ہیں اور اگر یہ ہم دل میں پیدا ہو کہ اس فقرہ سے مراد درحقیقت طاعون ہی ہے تو یہ ہم درحقیقت فاسد ہے کیونکہ جو چیز کسی چیز سے تعلق رکھتی ہے وہ درحقیقت اس کا عین نہیں ہو سکتی ماسوا اسکے قرینہ قویہ اس کے موجود ہے کہ اس فقرہ سے مراد درحقیقت طاعون نہیں ہے یعنی جبکہ پہلے اس سے یہ الہام موجود ہے کہ زلزلہ کا دھکا تو پھر ذرہ انصاف اور عقل کو دخل دیکر خود سوچ لینا چاہئے کہ عمارتوں کا گرنا اور بستوں کا معدوم ہونا کیا یہ طاعون کی صفات میں سے ہے ہو سکتا ہے بلکہ یہ تو زلزلہ کی صفات میں سے ہے اس قدر منہ زوری ایک پھر ہیزگار انسان میں نہیں ہو سکتی کہ جو معنی ایک عبارت کے الفاظ سے پیدا ہو سکتے ہیں اور جو اس کے سیاق اور بقیات سے مترشح ہو رہے ہیں اور جو معنی واقعہ کے ظہور سے کہیں گے ہیں اور انسانی کائنات سے قبول کر لیا ہے کہ جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ وہی ہے جو عفت الدیاد کے الہام سے نکلتا ہے پھر اس کے انکار پر اصرار کرے اگر فرض بھی کر لیں کہ خود ہم نے اپنے اجتہاد کی غلطی سے اس حادثہ کو جو عفت الدیاد کے الہام سے ظاہر ہوا ہے طاعون ہی سمجھ لیا تھا تو اس کی غلطی کہ قیام از وقوع ہے مخالف ہے لئے کوئی حجت نہیں دنیا میں کوئی ایسا نبی یا رسول نہیں گذرا جسے اپنی کسی پیشگوئی میں اجتہادی غلطی ملی ہو تو کیا وہ پیشگوئی آپ کے نزدیک خدا تعالیٰ کا ایک نشان نہ ہو گا اگر یہی کفر دل میں ہے تو دبی زبان سے کیوں کہتے ہو پورے طور پر اسلام پر کیوں حملہ نہیں کرتے کیا کسی ایک نبی کا نام بھی لے سکتے ہو جسے کبھی اجتہادی طور پر اپنی کسی پیشگوئی کے معنی کرنے میں غلطی نہیں کھائی۔ تو پھر تبتلاؤ کہ اگر فرض بھی کر لیں کہ لفظ متعلق کے معنی بعینہ طاعون ہے تو کیا یہ حملہ تمام بنیاد پر نہیں۔ عفت الدیاد کے الہامی فقرہ پر نظر انکشاف ظاہر ہے کہ اس فقرہ سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسا حادثہ ہو گا کہ ایک جملہ ملک کی عمارتیں اس سے گر جائیں گی اور نابود ہو جائیں گی اور ظاہر ہے کہ طاعون کا عمارتوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا پس اگر ایلیٹ اجرائی کے ایسا لکھ بھی دیا کہ یہ فقرہ طاعون سے متعلق ہے اور

تعلق سے وہ معنی سمجھ جائیں جو معنی نے لئے ہیں تو غایت مافی الباب یہ کہا جائیگا کہ ایلیٹ الحکم نے ایسا لکھنے میں غلطی کی اور ایسی غلطی خود انبیاء علیہم السلام سے پیشگوئیوں کے سمجھنے میں بعض دفعہ ہوتی رہی ہے جیسا کہ ذہب و دھلی کی حدیث بخاری میں موجود ہے اور اس کے لفظیہ میں۔ قال ابو موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مریت فی المیناء انی اھاجر من مکة الی ارضی بھا نخل فذهب وعلی الی انھا الیامۃ اوھجر فاذا ھی المدینۃ یتوب (بخاری جلد ثانی باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی اللہ) یعنی ابو موسیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کی ہے جہاں کھجور کے درخت ہیں پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ نکلا یعنی یتوب۔ اب دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلی ریا دہی ہے اور جھکا تھا سب اجتہادوں سے مسلم اور اٹھائی اور امح ہے اپنی رویا کی یہ تعبیر تھی کہ یمامہ ہجر کی طرف ہجرت ہو گی مگر وہ تعبیر صحیح نہ نکلی پس کیا یہ پیشگوئی آپ کے نزدیک پیشگوئی نہیں ہے اور کیا آپ طیار میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایک حملہ کر دین پس جبکہ اجتہادی غلطی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہیں تو پھر آپ کا یہ ایمان ہے کہ تعصب کے جوش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی بھی کچھ پروا نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ سے کچھ شرم نہیں۔ اور پھر سچے منہ۔ رورسہ ترسی کا دھیان رکھ کر عفت الدیاد کے الفاظ کی طرف دیکھنا چاہئے کہ اسکے الفاظ طاعون پر صادق آتے ہیں یا زلزلہ پر۔ کیا یہ ایمان داری ہے کہ جبکہ وہ موعودہ کے ظہور نے عفت الدیاد کے معنوں کو خود کھول دیا پھر بھی اس سے مراد طاعون ہی ہے پھر اس پیشگوئی کے الفاظ صاف طور پر پکار رہے ہیں کہ وہ ایک حادثہ ہے جس سے عمارتیں گر جائیں گی اور ایک جملہ ملک کی بستیوں کا نابود ہو جائیگا اگر آپ عربی نہیں جانتے تو کسی عربی دان سے پوچھ لیں کہ عفت الدیاد محلہا ومقامہا کے کیا معنی ہیں اور اگر کسی پر اعتبار نہ ہو تو اس مصرع کے معنی جو شائع ہے مجھے ہیں وہ دیکھ لیں۔ اور وہ معنی یہ ہیں اندر دست دیار الاحباب والحقی ما کان منها للھول وما کان للاقامت دیکھو معلقہ چارم شرح مصرع اول یعنی دوستوں کی بستیوں اور ان کے گھر نابود ہو گئے اور وہ عمارتیں نابود ہو گئیں جو چند روزہ اقامت کے لئے تھیں جیسے

سوائے یا قوموں کی زیارت گاہیں اور وہ عمارتیں بھی نابود ہو گئیں جو متعلق سکونت کی نہیں اب تبتلاؤ یہ معنی طاعون پر کیونکہ صادق آسکتے ہیں اور طاعون کو عمارتوں کے گرنے سے کیا تعلق ہے۔ ان معنوں میں اور خدا تعالیٰ کی وحی کے معنوں میں صرف ماضی اور مضارع کا فرق ہے یعنی لبید نے اس جگہ ماضی کے معنی ملحوظ رکھے اور خدا تعالیٰ کے کلام میں اس جگہ استقبال کے معنی ہیں جبکہ مطلب ہے کہ آئندہ ایک حصہ ملک کی عمارتیں اور بستیوں نابود ہو جائیں گی نہ عارضی سکونتیں باقی رہیں گی۔ مستقل سکونتیں اب تبتلاؤ کہ کیا یہ معنی طاعون پر صادق آسکتے ہیں اب ہٹ دھرمی کرنا کیا فائدہ نامی خدا کی عہد دو ہی آدمی کیا کرتے ہیں یا سخت احمق یا سخت بے ایمان اور تعصب۔ پھر اگر آپ وہی اعتراض پیش کریں جبکہ پہلے ہی جواب دیا گیا ہے یعنی یہ ماضی کا صیغہ ہے اور لبید رضی اللہ عنہ نے ماضی کے معنوں پر استعمال کیا ہے۔ تو اس کا جواب پہلے ہی گزر چکا ہے کہ اب یہ کلام لبید کا نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جا بجا قرآن شریف میں غلطیوں کی پیشگوئیوں کو ماضی کے لفظ سے بیان کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تبت ید الی لھب وقلب۔ ما اغنی عنہ مالہ وما کسبت اب ذرہ کھرا انصاف کو کام میں لا کر جواب دو کہ میں پیشگوئی کے الفاظ ماضی کے صیغہ میں ہیں یا مضارع کے صیغہ میں عقل کے لئے تو یہ ایک سخت مذمت کا موقع ہے بلکہ ایسی غلطی مرنے کی جگہ ہو جاتی ہے جیسا کہ ایک شخص باوجود دعویٰ علم (باقی آئندہ)

۱۱۔ بائیل میں بھی بہت جگہ آئندہ واقعات کو ماضی کے صیغہ میں بیان کیا گیا ہے جیسا کہ یہ فقرہ بال گڑبال لکھا ہے دیکھو سیدہ بابا آیت ۵۔ اور جیسا یہ فقرہ مائے نبور کردہ ویران ہو گیا قرینہ سوا ہوا دیکھو بر میا بابا آیت ۱۰۔

سوالات

ذیل کا ایک عجیب شہنشاہ جو ۲۷ سو اونی پر شتم ہے مولین (لوزربر) کے علاقہ سے آیا ہے میں ہکوکام لوگوں کے فائدہ کے لئے جاپ دیتا ہوں علماء کا جواب اگر کسی نے کچھ دیا ہی سلسلہ میں دیکھیں ضرور ہو گا۔ ایلیٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمدؐ و نصی علیؑ رسولہ اللہ کریم تمام علماء دین کی خدمت میں عموماً مولوی علی رضا صاحب رامپوری افسر مدرسہ اسلامیہ مولین اور مولوی

غایت اللہ خطیب مسجد بھیا گاؤ علاقہ بدھنگ کی خدمت میں خصوصاً ہم چند سوال پیش کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے سوالوں کا جواب ہمارے وقیاس سے نہ دیا جائے بلکہ قرآن شریف کی آیت بتائی جاوے یا ایسی حدیث لکھی جاوے جو امام اعظمؒ کے اصول کے موافق روایت گوارا آتا یا باب عقاید میں قابل حجت ہو سکتی ہو اور اگر ایسی حدیث نہ ملے تو حضرت امام اعظمؒ کا قول بتایا جاوے جو کسی مستند کتاب میں مذکور ہو۔

سوالات

- (۱) زید نے اگر حضرت علیؑ کو فوت شدہ کہہ دیا تو کیا اہل اسلام سے خارج اور کافر ہو گیا؟ کیا زید کے یہاں آنا جانا یا کھانا پینا حرام ہو گیا؟ جو لوگ حضرت علیؑ کی وفات کا عقیدہ نہیں رکھتے کیا وہ زید کے یہاں صرف جلسے یا اوس کے یہاں کھانے پینے سے کافر ہو جاویں گے؟
- (۲) حضرت علیؑ کے زندہ مع الحکم جو تھے آسمان پر جانے اور اب تک جہاں زندگی کے ساتھ ہے آپ وہاں موجود رہنے کا بیان قرآن مجید کی کس آیت میں ہے؟
- (۳) آیت کریمہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے کس مدعا پر استدلال لایا گیا ہے؟
- (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت فلما تو فتنی کنت انت الرقیب علیہم کا کیا مطلب سمجھا تھا؟
- (۵) نزول قرآن کے پہلے یا نزول قرآن کے وقت محاورہ عرب میں کسی انسان کو زندہ مع الحکم جو تھے آسمان پر اٹھا لینے کے معنی میں توفی یا رفع الی اللہ کا استعمال ہوتا تھا یا نہیں اگر ہوتا تھا تو اس کی کوئی نظیر بتائی جائے اور اگر نہیں ہوتا تھا تو کسی لفظ کو ایسے معنی میں استعمال کرنا جس میں وہ لفظ کبھی مستقل ہوا ہو فصاحت و بلاغت کے برخلاف ہے یا نہیں؟
- (۶) مجتہدین اربعہ نے حضرت علیؑ کا زندہ مع الحکم جو تھے آسمان پر اٹھا دیا اپنی کسی کتاب میں لکھا ہے؟
- (۷) حضرت ابن عباسؓ کی جو تفسیر امام بخاری نے اپنی صحیح میں درج کی ہے وہ قابل اعتبار ہے یا نہیں؟
- (۸) کوئی صحابی اگر اپنے پیدا ہونے کے پہلے کا کوئی واقعہ روایت کرے تو اس کی صحت کیلئے کیا شرطیں ہیں؟
- (۹) کوئی راوی اگر اپنے پیدا ہونے سے سیکڑوں برس پہلے کا کوئی واقعہ بلا سند روایت کرے تو یہ روایت قابل استدلال ہے یا نہیں؟
- (۱۰) مفسرین کے اقوال اور اہل توجہ میں اور تاملین اور اہل بلا سند روایتین عقائد اسلامیہ کے مستقل حجت ہیں یا نہیں؟
- (۱۱) مفسرین نے اہل کتاب کی روایتیں اپنی تفسیر میں لکھیں؟

(۱۳) اصلاح میں تاویل کسکو کہتے ہیں اور نص قرآنی میں تاویل کرنی کس صورت میں جائز یا ضروری ہے؟
(۱۴) باب عقاید میں صرف یقینات کا اعتبار ہے یا منہیات کا بھی؟

(۱۵) محلہ ستہ کی حد تین متواتر ہیں یا آحاد؟
(۱۶) احادیث آحاد مفید علم یقین اور قطعی کو میں یا صرف ظن کو؟

(۱۷) آیت وحدیث میں جب تعارض ہو تو آیت میں تاویل کرنی چاہئے یا حدیث میں؟

(۱۸) جو حدیث آحاد کے درجہ میں ہے جب کسی آیت سے معارض ہو تو آیت پر یقین لانا چاہئے یا حدیث پر؟
(۱۹) کسی حدیث کا نص قرآنی کے معارض ہونا انکی موضوعیت کی دلیل ہے یا نہیں؟

(۲۰) پیشین گوئی کی حدیثیں باب عقاید میں حجت قطعی ہیں یا نہیں؟

(۲۱) پیشین گوئی کی حدیثوں پر تفصیلی یقین رکھنا ضروری ہے یا اجمالی؟

(۲۲) امام اعظم کے نزدیک حدیث آحاد سے زیادتی سے کتاب جائز ہے یا نہیں؟

(۲۳) اگر حضرت علی علیہ السلام وفات پا کر زمین میں مدفون ہو گئے ہوں تو پھر قیامت کے قریب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے انکو زمین پر نازل کر سکتا ہے یا نہیں؟

الع
حافظ احمد علی ایٹھوی مولوی حافظ حاجی غلام نبی صاحب مرحوم - چیمپانزوں علاقہ بلوچستان ضلع مولین (نور برہما)

نقطہ مسیح کی نئی تاویل

انہی رشتہ داروں کے نام کو الحکم کے ناظرین غالباً ناواقف نہیں اس ولایتی بی بی کے مذہب کا صحیح تہ لگانا ہوسے بھائے مہندون کو تو شاید شکل ہو لیکن ایک زیرک اور صاحب فراست مسلمان خوب سمجھ سکتا ہے کہ اندی اندر سنتی بی بی کی کس مذہب کی اشاعت کر رہی ہیں حال میں اپنے لفظ مسیح کی ایک عجیب تاویل کی ہے اور یہ کوئی سنتی دیوبندی کی خصوصیت نہیں بلکہ یورپ اور امریکہ کی عیسائی دنیا میں حضرت مسیح موعود کے فیض و اثر سے اندر ہی اندر بات پیدا ہو رہی ہے کہ وہ عیسویت سے بیزار ہوتے جاتے ہیں اور یا مرنے لگتا ہے۔ دو تہ کو تنگے کا سہارا کافی کے مصداق ہو کر ایسی تفریح عیسوی اصولوں کی کر رہے ہیں جو کبھی عیسائیوں کے دہم میں ہی نہ گذرے ہوں۔

”بھر حال سنتی دیوبندی فرماتی ہیں کہ مسیح کا نام جو کہ تمام عیسائی ممالک میں ایک مکمل انسان کے لئے منسلک

ہوتا ہے ایک انسان سے زیادہ وہ ایک حالت کا نام ہے انسان ترقی کرتے کرتے صدیوں کے بعد مکمل حالت کو پہنچ کر اطمینان کامل حاصل کرتا ہے اور وہ جس کو مسیح کے نام سے ملے کہ تہیں ان چند آدمیوں میں سے ہے جو کہ انسانی زندگی کے مقصد پہلی کو حاصل کر چکا ہو ہر شخص کو اس حالت تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔“

ایسی لہجہ کی رائے کسی صاف اور حضرت مسیح موعود کی مؤید ہے۔ اپنی برہنہ مسیح کو شخصیت نہیں سمجھتی بلکہ ایک خاص حالت اور وصف کا مظہر مانتی ہے۔ پھر مسیح موعود کے مسیح ابن مریم ہونے میں کیا شک رہا؟
عیسائیو! ذرا انصاف سے کہو خدا لگتی

شیرازہ قوم

میں الحکم کی بعض گزشتہ اشاعتوں میں اس ضرورت کو قوم کے سامنے پیش کر چکا ہوں کہ ضلع ورا احمدی جماعت کی فردین طیار کیادین اور ایسا ہی ضلع وار جنرل کمیٹیاں قائم ہوں جو اپنے ضلع کی دوسری احمدی جماعتوں کو قومی ضروریات اور مقاصد سے اطلاع دیتی رہا کریں اس سے پہلے کہ ایسی باقاعدہ جماعتیں قائم ہو جائیں یہ ضروری امر ہے کہ افراد قوم کا پتہ لگ جاوے جسکو شیرازہ قوم میں یکجا کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اسی ضرورت کو حضرت حکیم الامتہ کے الفاظ میں اور بالآخر حضرت جتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرزور الفاظ میں میں سنائی کر چکا ہوں اسکے بعد اگر کوئی شخص اس قومی ضرورت کے پورا کرنے میں میرا مددگار نہیں ہوتا تو یاد رہے کہ وہ شخص قومی قصور وار ہو گا میری اس تحریر پر بالو چودھری غلام حسین صاحب شیش باسٹریٹ ٹیک سنگ اور مولوی عزیز بخش صاحب ہے۔ اے ڈیرہ غازی خان نے تحریر پر اطلاع دی ہے کہ وہ اس کام میں ہر طرح سے مدد دینے کو آمادہ ہیں۔ اور انہوں نے چھپے ہوئے فارم بھی طلب کئے ہیں۔ اور چودھری غلام احمد خالص صاحب رئیس کا پتہ گڑھ نے زبانی مجھے فرمایا تھا کہ وہ اپنے حرف خاص سے ایک آدمی ضلع ہوشیار پور کی احمدی جماعت کی مکمل فہرست طیار کرنے کو روانہ کریں گے ان کے سوا مجھے کسی اور بہائی نے جن پر بے حسن ظن کے طور پر اسید ظاہر کی تھی کہ وہ اس کام میں مجھے مدد دیں گے کوئی اطلاع ٹان یا نہیں کی نہیں دی جسکو میں انھوں سے ظاہر کرتا ہوں۔ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں..... کہ میرے ایک فضول اور مفلکم ہے جسکی میں تحریر کرتا ہوں۔ کیا

اسکا فائدہ اور نفع ایک شخص واحد کی ذات سے وابستہ ہے؟ اگر ایسا سمجھ لیا گیا ہے تو سمجھت غلطی ہے میں اپنے ان تمام احباب کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ قومی ضروریات پر گہری نظر کریں اور اس تحریک کو بے سود نہ سمجھیں جہاں تک جلد ممکن ہو اس کا غیر میں حصہ لین کیونکہ اس کی تکمیل پر ضروری قومی تحریکین کی جانے والی ہیں سین آج کے اخبار میں اس مقصد کی تکمیل کی خاطر ایک نقشہ پیش کیا ہوں۔ ہر شخص جس کے پاس یہ نقشہ پہنچے بشرطیکہ وہ احمدی ہے اسکا فرض ہے کہ وہ اپنے مقام کے سر پر آمدہ احمدی کی معرفت اسکی خانہ پوری کرے اگر وہ نقشہ کافی نہ ہو تو خواجہ تہر سے معاہدہ کاخذ پر پہنچ کر اسکے ساتھ شامل کرے۔ اور اس طرح مکمل فرد احمدی جماعت کی جو اس مقام پر ہوگا اسکی طیارہ الحکم کے پاس بھیجے اس میں سستی اور کاہلی سے کام نہ لے۔ بلکہ اس نقشہ کے پہنچنے پر اسکا پہلا فرض یہ ہونا چاہئے کہ وہ اسکی خانہ پوری کر کے میرے پاس بھیج دے۔

ایک سنگ میل بن سکتا ہے

کسی کام کے ابتدا اور اوائل میں جو مشکلات اور روک تھام ہوتی ہیں وہ ایسی نہیں کہ احمدی احباب انہیں سمجھ نہ سکیں۔ خصوصاً نبوت کے سلسلوں میں ایسی روک تھام کا آغاز ہوتا ہے۔ تعلیمی ضروریات کے لئے تعلیم الاسلام سکول قادیان میں حضرت جتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کیا سے کہہ لایا جو ششہ ۱۸۹۷ء میں کھولا اور پتہ لکھنؤ اور کالج تک ترقی کر گیا۔ کالج کی پہلی دو کلاس کھول دی گئی تھیں اور سال گذشتہ کا نتیجہ بھی اعجاز سے کم نہ تھا لیکن یونیورسٹی ایکٹ کے ماتحت آئندہ جب تک کالج کی مالی حالت مستحکم اور شرافت اور عمارت مکمل نہ ہو کالج رہی نہیں سکتا۔ اسلئے مدرسہ تعلیم الاسلام کی مینجنگ کمیٹی کو نہایت درد دل اور انھوں کے ساتھ مسرت تک کے لئے کالج کو بند کرنا چاہیے تاکہ مدد تھائے اپنے فضل و کرم سے ایسے اسباب ہم پر چاڑھے جو یونیورسٹی ایکٹ کے ماتحت ہمارا کالج قائم رہ سکے کہ پھر شک نہیں احمدی قوم پر بہت سے چند دن کا بوجھ ہے اور کئی لاکھ روپیہ کالج کے واسطے جمع کرنا آسان امر نہیں ہے۔ لیکن

وہ قوم جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہدہ رکھتی ہو۔ جو اپنے مال و جان کو خدا کے رسول کے ہاتھ پر بیچ کر چکی ہو اس کے سامنے اس قسم کا خیال ہی پیش کرنا شاید میری اپنی غلطی ہو۔ اور قومی حیات کی ایک قسم کی نائمن ہو۔ حضرت حکیم الامتہ کو اس کالج کے التوا پر سب سے زیادہ رنج اور افسوس ہے یہاں تک کہ خط لکھ کر میرا کہہ کر میں ہی بہ درداہنہ زیادہ مغلطہ اور محکمت نہ تھا۔ اتفاقاً جہانے پر پہلے روز جب باہر تشریف لائے تو مجھے مخاطب کر کے فرمایا احمدی ہر چیز کے لئے خواہش کرتے ہیں کہ انکی اپنی چیز الگ ہو۔ ترجمہ قرآن کے لئے چاہتے ہیں احمدی کا کیا ہوتا ترجمہ ہو نماز کی حقیقت اور کتاب کے لئے آرزو کرتے ہیں کہ کوئی احمدی لکھ غرض ہر بات الگ چاہتے ہیں۔

آپ میری طرف سے قوم کے سامنے یہ سوال پیش کریں کہ کیا وہ یہ نہیں چاہتی کہ ہسکا ایسا کالج بھی الگ ہو؟ اور اگر وہ یہ بھی چاہتی ہے تو پھر ہر احمدی ایک آنہ ماہوار دو سال تک کالج کے واسطے دے۔ اس میں کوئی الگ نہ رہے۔ چھپے ہو پور ہا ہو۔ عورت ہو مرد ہو۔ ایک لکھ میں چندہ احمدی ہوں وہ سب کے سب دو سال کے لئے عزم کر لیں کہ ایک آنہ ماہوار اپنے دوسرے چندہ کے علاوہ محض کالج کے لئے دین۔ دو سال کے بعد میں ان سے کوئی چندہ کالج کے واسطے اٹھاؤ اللہ نہیں لوں گا اور کالج قائم ہو جاوے گا لیکن شرط یہ ہے کہ کوئی احمدی اس چندہ میں شریک ہونے سے نہ رہے۔ چنانچہ اسی وقت خود اپنے گھر کے پانچ آدمیوں کا چندہ ایک روپیہ مجھے تین ماہ کے واسطے نکال کر دیدیا ہے۔ فی الحال یہ رقم میرے ہی پاس نہیں نے رہنے دی ہے لیکن باقاعدہ یہ رقم حضرت حکیم الامتہ کے پاس جمع ہوگی اور اس لئے باقاعدہ رسید الحکم میں چھپ جایا کرے گی۔ اگر کل احمدی توجہ کریں تو ایک کالج کیا یونیورسٹی قائم ہو سکتی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ حضرت حکیم الامتہ کی یہ تحریک بے فائدہ نہ ہوگی۔ اور اپنا اثر کرے گی۔

ذیل میں میں ان احباب کی رسید دیتا ہوں جنکا چندہ وصول ہوا ہے یہ تحریک آج ہی الحکم کے ذریعہ عام کی جاتی ہے اور امید ہے کہ آئندہ کالج کو قائم کرنے میں بڑی مدد دیگا۔ یہ خوب یاد رہے کہ دوسری قومی ضرورتوں اور قومی چندوں پر اسکا کچھ اثر نہیں ہونا چاہئے بلکہ میرے ایک الگ ضرورت ہے۔

حضرت حکیم الامتہ ہ کس ار فی کس کے قیام عم من باہ جو میری فتح الحکم و طیب العلم کالج کلاس ار۔ ہر ماہ ایک لکھ لکھ دیا ہ کس ار فی کس کے قیام عم من باہ اور چند احباب نے چندہ لکھ لیا ہے لیکن جبکہ وصول نہ ہو درج نہیں کیا جاوے گا۔ بالآخر میں الحکم کے

نظر میں کی خدمت میں ایک التماس کرنی چاہتا ہوں کہ اگر ہر ایک خریدار اس ایک آنہ فنڈ میں شامل ہو جاوے اور اس کے اہل و عیال جو احمدی ہیں وہ بھی شریک ہو جاویں تو میں یقین کرتا ہوں کہ کم از کم دس ہزار روپہ سالانہ احکم کے خریدار کل لچ کو دے سکتے ہیں۔

بکوشیدے جو انسان تباہ دین ہمت شود پیدا بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا جو لوگ اس کا خیرین شریک ہوں وہ مہربانی کر کے ایلیہ احکم کو اطلاع دیں۔

ہماری شادیا کیسے بن

نہایت خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ احمدی قوم اپنی ضرورت کا احساس کرنے لگی ہے مندرجہ بالا عنوان سے جو مختصر سے نوٹ احکم کے بعض گذشتہ اشاعتوں میں نکلے ہیں تو یہ تو یک عام ہو گئی ہے کہ ہماری شادیوں کا حلقہ احمدیوں میں محدود ہو جاوے، جن احباب کے لئے نکاح کی ضرورت کے تحت اشتہار نکلے تھے انہیں سے بڑھتی ہوئی عوام صاحب کے باقی سب کے لئے انتظام ہو گیا ہے یا غلط دیکھتا ہوں کہ جس سے توقع ہے کہ جلد تر انشاء اللہ ہو جائیگا۔ شیخ غلام احمد صاحب کے لئے۔ یعنی چودہری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھہ گڑھ کو (جو اپنے ضلع اور قوم میں ایک ممتاز اور اہل الرائے مانا گیا ہے) کو یک کی بنی بلکہ انکا ذمہ قرار دیا ہوتا کہ آپ اسکا انتظام کریں۔ بہر حال اس ضرورت کو قوم نے سمجھ لیا ہے اب امید ہو چکی ہے کہ علیٰ رنگ بہت جلد اس پر چڑھ جائیگا۔ اس سلسلہ میں میں خواجہ کبریا صاحب کی اخلاقی جرأت کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا، جنہوں نے محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے لڑکی کا رشتہ میان رحمت اللہ صاحب بنبری فروش سے کیا ہے خواجہ صاحب کے جاننے والے جانتے ہیں کہ وہ ایک معزز راجپوت خاندان کے ممبر ہیں اور ان کی قوم میں غیر قوم میں لڑکی دینا سخت معیوب اور گناہ سمجھا گیا ہوتا مگر خواجہ صاحب علیٰ نمونہ قائم کرنے کے لئے اس امر کی کچھ پروا نہیں کی۔ اور نہایت خوشی اور انشراح صدق کے ساتھ میان رحمت اللہ صاحب کے ساتھ تعلق پیدا کرنا منظور کیا خواجہ صاحب نے مجھے کہا ہے کہ احمدیت سے بڑھ کر اور کون قوم معزز ہو سکتی ہو یہ وہ قوم ہے جو خدا کے برگزیدہ مسیح نے طیار کی ہے جو صحابہ سے ملنے والی ہے اور اس خلیفۃ اللہ کی قوم ہی جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا حقیقت میں یہ قابل قدر نکتہ ہے، اللہ تعالیٰ خواجہ صاحب کے اس خلاص کی انہیں جزا دے اور قوم میں بکثرت

رود سے جاری ہو۔ بعض لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ احکم میں اس قسم کے مصائب کی کیا ضرورت ہے میں انکی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ اختیار کے مقاصد اور فرائض سے ناواقف ہیں۔ احکم جو امر اور جو کام قوم کے لئے مفید اور بہتر سمجھے اسکا ذمہ ہے کہ قوم کے سامنے پیش کرے اور جو امر قوی مقاصد کی راہ میں روک ہو اس سے تنبیہ کرے۔

ہماری معاشرتی اور مذہبی ترقیوں کے لئے جو امور مانع ہونگے انہیں پیش کرنا ضروری ہے بہت سوں اگر یہ امور ضروری نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ کی عیب گماں میں نکاح اور اس کے متعلقہ امور پر کیوں بحث کی جاتی؟

سٹیل ٹرنک

زمانہ کی ضروریات میں سے سٹیل ٹرنک ہی ایک بڑی ضرورت کی چیز سمجھے گئے ہیں جو اپنی مضبوطی، خوشنمائی اور ہلکے پھلکے ہونے کی وجہ سے سفر اور حضر میں ایک کامیاب چیز ہے۔ اور ٹرنکوں کی تجارت میں سیالکوٹ شہر نے بہت بڑی ترقی کی ہے۔ چونکہ وہ جالی زمانہ ہے اسلئے ہر قسم کی تجارت میں یہ بہت اشرافیہ کم و بیش پایا جاتا ہے۔

میرے کرم محمد سید امیر علی شاہ صاحب بھی نیپکڑ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کرنے کے واسطے مستری محمد دین احمدی سیالکوٹی کے کارخانہ سے ایک سٹیل ٹرنک خاص آرڈر سے بنوایا جس میں لکھنے پڑھنے کے سامان کے لئے متفرق خانے بنے ہوئے تھے اس ٹرنک کو اعلیٰ حضرت نے بہت ہی پسند فرمایا کیونکہ وہ بلحاظ اپنی مضبوطی، خوبصورتی اور کارآمدی شے کے ہر طرح عمدہ تھا۔

اس پر میں اور حکیم فضل الدین صاحب نے بھی دیکھی ہے دو ٹرنکوں کے لئے کارخانہ مذکور کو آرڈر دیا اور دو ٹرنک قیما منگوائے۔ جو ہر طرح سے قابل تعریف تھے ساتھ ہی مستری محمد دین صاحب نے احکم میں نوٹس کرنے کے لئے ایک معمولی ٹرنک بھی بھیج دیا۔

احکم کی گذشتہ اشاعت میں مستری محمد دین احمدی کے کارخانہ کا ایک اشتہار بھی بطور ضمیمہ تقسیم ہوا ہے میں اپنے ذاتی تجربہ اور علم کی بنا پر کہتا ہوں کہ یہ کارخانہ نہایت دیانت داری اور قابلیت کے ساتھ ٹرنک طیار کرتا ہے۔ احمدیوں کے لئے سب سے بڑی ضمانت اس کا کارخانہ کی عمدگی اور خوش معاشی کی یہ ہے کہ وہ ایک احمدی کا کارخانہ ہے۔ یہ ٹرنک نہایت خوبصورت وضع دار اور مضبوط ہیں انکے قفل کوٹلی لوہاروں کے ایک مشہور کارخانے کے بنے ہوئے ہیں۔ اپنی قوی تجارت کو ترقی دینا ہر احمدی کا فرض ہے اسلئے

میں سفارش کرتا ہوں کہ اگر کسی احمدی کو کسی قسم کے ٹرنک کی ضرورت ہو تو وہ مستری محمد دین احمدی کو اپنی سیل ورکس سیالکوٹ شہر کے کارخانہ سے طلب کرے اگر کسی قسم کا نقص یا خلاف اشتہار کوئی امر اس ٹرنک میں پایا جاوے تو اسکا حکم دے کر مقررہ کرے کہ اس کی قیمت واپس کرادے میں جانتا ہوں کہ ٹرنک اس زمانہ کی معمولی ضروریات میں سے ایک ضرورت بھی لگتی ہے۔ پس اگر کوئی شخص ٹرنک خریدے تو اسے فرق نہ کرے کہ وہ مستری محمد دین کے کارخانہ سے خریدے۔ یہ الٹا راستہ پر طرح فائدہ دیتی ہے جو گا مہتری محمد دین صاحب کے کارخانہ میں ہے۔ قسم کے ٹرنک خریدار ہوتے ہیں۔ یہ درخواست ہے کہ وہ مفصل فہرست بھیج سکتے ہیں۔ احمدیوں میں جو لوگ ٹرنکوں کی سوداگری کرتے ہیں سبکی سپتہ کا رخا نہ میں نہیں ہواتے انہیں ہی لازم ہے کہ وہ اسی کارخانہ سے منگوائیں۔ سیالکوٹ میں بہت سے ٹرنکوں کے ذریعہ پیکر کو گاہ کیا جاتا ہے خدا کے فضل سے یہی کارخانہ ہے جسے اس قسم کی خلاف شرع بیہودگی کو اختیار نہیں کیا۔

شیرازہ قوم کا اخباری پہلو

میں احکم در یولیو کے علاوہ دو اور اخبار منگواتا ہوں جن پر چھ روزہ ایم سالانہ مجھے خرچ کرنا پڑتا ہے۔ کیا یہ امر شیرازہ قوم کے احاطہ سے باہر نہیں ہے؟ فرد ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ میں انہیں کیوں منگواتا ہوں؟ جبکہ جواب میری طرف سے تو یہ ہوگا کہ میرا احکم میں ملکی خبریں نہیں ہوتیں۔ جبکہ معلوم ہونا یہی ضروریات سے ہے۔ اب قوم سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا آپکا کوئی اخبار ملکی خبریں دینے والا ہے اگر ہے تو کونسا اور اگر نہیں تو کیوں؟

کیا اگر قوم نو جہ کرے تو احکم سے یہ خدمت نہیں مل سکتی۔ میرے خیال میں مل سکتی ہے۔ احکم کے پاس تبادلہ میں بہت سے ملکی اخبار آتی ہونگے جن میں بعض انگریزی بھی ہونگے سفر ملکی خبروں کے لئے جس مصالحو کا جمع ہونا ضروریات سے ہے بفضلہ احکم کے پاس تو وہ افراط سے جمع ہے مگر قوم اسے استعمال میں لانا یا دوسری نفعوں میں خرید کرنا نہیں چاہتے۔ مجھے اس پر کہ میری طرح میرے بہت سے احمدی یہاں ملکی خبروں کی خاطر اور اخبار بھی منگواتے ہونگے اور ضرور منگوائے ہونگے۔ ان سب کی خدمتیں مودبانہ التماس ہے کہ آؤ ہم سب متفق ہو کر ایلیہ صاحب احکم سے التجا کریں کہ آپ براہ مہربانی اپنے اخبار میں ملکی خبروں

کے اندراج کی کمی نہ کریں۔ میں احکم کی موجودگی میں دوسروں کا دست نکرہ ہونے میں ناگوار نہیں دنیا میں ہر صفت موصوف ہونے کی کوشش کریں۔ ہم اعداد قیمت بڑی خوشی سے قبول کیے کرتے ہیں بشرطیکہ آپ میں دینی اور دنیوی چیزوں سے مطمئن نہ رہنے کا حتمی وعدہ کریں۔ اور احکم میں جو ایک سب سے بڑا عیب وقت پر شیلہ نہ ہونے کا ہے اسے بھی گواہیں۔ دیکھتے ملکی اخبار اعلیٰ تو اس پر اشاعت کے بعد ہی اپنے چاہنے والوں کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے میں سورتہ دوسرے روز تو ضرور حاضر خدمت ہو کر دست لیس ہوتے ہیں اور پیار سے پیار سے انداز میں دوسرے ذریعہ کی خبریں سناتے ہیں مگر ایک ہمارا احکم ہے کہ خبروں کی غیر جانبداری کی ہی پروا نہیں کرتا اپنے چاہنے والوں کو بے کل بنائے رکھتا ہے۔ میرے خیال میں ہمارے ایلیہ صاحب کبھی خریداران اخبار کے ذمہ میں شامل نہیں ہونے ہونگے۔ اگرچہ چلے ہو تو انتظار کی کامزا انہیں معلوم ہو چکا ہوتا۔ غیر ہمارا ہی اب اس امر پر غور ہے۔

دیکھیں تو کب تک نہیں کرتے ترقی و ترقی ہر ہم بھی مالے اپنے جذب دلسی پسینے جاتیں گے

بالآخر میرے احمدی بھائی اپنے ارادوں سے بذریعہ احکم اطلاع دیں اور ایلیہ صاحب ہی اپنی رائے شائع کریں۔

آخر میں دعا ہے کہ خدا ہمارے احکم کو ایسا مسرتیز اور ہمہ صفت موصوف کرے کہ جس کے ہوتے ہوئے ہمیں دوسرے اخباروں کی ضرورت ہی نہ رہے اور وہ مکر وہ تحریریں دیکھنے کا موقع ہی نہ ملے جو مخالفت اخباروں میں ملکی خبروں کے ساتھ ساتھ دیکھتی پڑتی ہیں۔ آمین تم آمین۔

حاکسار ابو عبد اللہ غلام محمد پہلوری

ارشاہ پور گنڈی ضلع گورداسپور

ایڈیٹر۔ میں ہر طرح احکم کو مفید قوم بنانے کیلئے ممکن اور مناسب محنت کرنے کو خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے طیار ہوں۔ اور خبروں کیلئے احکم میں فی الحال ایک صفحہ اشاعت سے مختص کرتا ہوں حجم کے اضافہ پر احکم کی قیمت میں کمی کوئی اضافہ نہیں کروں گا۔ بشرطیکہ خریدار ایک ایک خریدار جدید شکی قیمت دینے والا ہم پہنچے۔ جب تک کل خریدار ہمارے کے لئے سعی نہ کریں اضافہ حجم ناممکن ہے۔ سالانہ میں اضافہ حجم کی وجہ سے کارخانہ پر بہت سا بوجھ پڑا جسکے برداشت کرنا مشکل ہے اس وقت طیار نہیں ہوں جب تک ہر خریدار ایک جدید خریدار نہ دے۔ راجپوت کا اندراج وہ میں انشاء اللہ اعزیز دیدار کروں گا۔ دعاؤ فیقی الا باللہ العلیٰ العظیم۔

میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ایک شفاخانہ کھولنا چاہا ہے جس میں اصول صحت کی خلاف ورزی کیوجہ سے جو لوگ کھاتھا رہے ہوں ان سے بغیر طاقت بھر دی کروں۔ میں نے دنیا کا سفر کیا ہے۔ رزمجھے کسی سادھو اور ستھاپی نے کوئی نسخہ بتایا ہے۔ مجھے ایک نسخہ حاصل ہے جو میری رائے میں بہت ہی کم مشہور ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے میں بولوی حکیم نور الدین صاحب بھیروی نامہ نقادایانی کے طب میں انکے ماتحت اور نگرانی میں ہر قسم کے مریضوں کا علاج حکیم صاحب صوفی کی تجویز اور تقسیم سے کرتا رہا ہوں اور اب تک بھی مجھے فخر حاصل بلکہ خصوصیت کے ساتھ بولوی مریضوں کی خط و کتابت اور انکے لئے نسخہ جات کا تجزیہ کرنا بھی میرے ہی سپرد ہے۔ آپس میں لوگ حضرت عیالامہ کے طریق علاج اور ایسی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہیں اور میں جانتا ہوں پنجاب میں کوئی جگہ ہوگی جہاں ایسے واقف کار موجود نہ ہوں انکے لئے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس دعویٰ کی تصدیق خود ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے اور اب جو یہ مسئلہ شروع کیا ہے اس میں بھی میرا معمول یہی ہوگا کہ امراض عامہ جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتی ہیں کا علاج تو ان سببباز مرتبہ آزمودہ اور تجربہ نسخوں کے ذریعہ ہوگا جو مولوی صاحب کے مطالب میں ہمیشہ مستعمل ہوتے ہیں اور خاص اور قابل غور امراض میں مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہو کریں گے۔ اس بنا پر یہ شفاخانہ جس کا نام شفاخانہ فاضل رحمانی رکھا گیا ہے میں نے قادیان میں کھول دیا ہے۔ اس شفاخانہ کے ذریعہ سے اور ایک عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامتہ کی طبی تحقیقات اور تجربہ جات کو جو دیکر۔ یونانی۔ ڈاکٹری۔ اور ہر قسم کے جدید پھر لوں پر مشتمل ہے بذریعہ رسالجات یا کتب کے شائع کیا جاوے۔

سرمد زنگھاری - حاذق طبیب مولوی حکیم نور الدین صاحب کا ہزار ہا مرعوضہ پڑا زمانا ہوا اسکو بکری بہت
 آنا، قریب جس بکریوں کے سرخی نمودار ہو وہی وہ کے لئے مفید قیمت فی تولد عشر
 سفوف حیران - مرد کو بوجہ عورت کو چند دن کے استعمال سے
 کے لئے درجہ خوب باؤ گولا - یہ گولیاں امراض ہنسہ
 اور سبب جن بھوت کے اسباب کا دم رکھنے کے بہت
 گولیوں کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا
 کھانسی کی گولیاں - فی ڈبیا درجہ خوب بوجہ اسیر
 فی ڈبیا ہر حسب صیق النفس قیمت فی ڈبیا
 درجہ خوب اور قبض ہوا اسقیم نفقہ اور صفوف سفوف اور دیگر
 گوشت قیمت فی شیشی درجہ مرض اٹھار کی جگر ب و والی نیند
 فائدہ ہر حسب صیق النفس قیمت فی ڈبیا ہر حسب

مرادف بارید بر پر نراغ | انشا چو بیل تن شائے بلع

واقعی بڑا باندیادی خوشبو بکھا خاترہ ہے اور خام کر چکے اولاد نہ ہو انکا بڑا پاتو غلبہ آتا ہے آپ بھی اگر ایسی
کی حد تک پیوئے گئے ہوں تو مفسد ذیل طور سے پڑیں۔ شاہی خضاب بشل تیل میں لیں کہ لگایا جاتا ہے بالوں
دوست میں سیاہ پنور کرتا ہے نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے نہت جگر روح افزا نہ
سستی لادتی خضاب باہ و داغ جریاں دور کرکے واسطے کسی میں پڑکونو جوان اور نوجوان کو بہتین بنانا ہے قیمت
تین روپیہ فی شیشی۔ روح النساء۔ حقیقہ بقاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد یا جلدی تکلیف ہو یا بالکل صاف ہے سفید بال
آہستہ لادتی ہو یا دوسرے سوزش ہو غرضیکہ دور کوتاہی سب بیماریوں کے واسطے خوب ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی
فروغی کی گونہ یہ چہرہ پر جریاں پہنائیں۔ سیاہ داغ و کھیل وغیرہ دور کر کے خوبصورت و اجلا بناتا ہے خوبصورت
کواسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ۔ گولیاں و روغن۔ ان کے استعمال سے بال پہلے سیاہ ہوتے ہیں
اگر کچھ سفید ہو گئے ہوں تو یہی سیاہ ہو جاتے ہیں اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں قیمت دو روپیہ
بال ڈاٹیکا تیل۔ ہا کسی تکلیف و خارش دوست میں نہ لگے سنا کہ رنگہ کو بال بھی دور ہو تو یہ بہترین
سر سر محیرا۔ دھند قباری۔ لانی۔ پڑ بال۔ بانی جانا و ابتدائی مریاں کواسطے کسی چہرہ قیمت دو روپیہ فی تول
ہو اسیر خلی بادی جدی یا تنگ سے ہونے اگر ہوں تو بلا تکلیف کم۔ قیمت دو روپیہ
و صبر۔ کیسا ہی پرانا دوست رہے ہونا وہ بھی پھر دست خراب ہو گئے ہوں تو یہی صفا ہو۔ قیمت تین روپیہ
دوائی آفتاب۔ خوب و کسی قیمت تین روپیہ۔ دوائی سوزاک نیز ہدف تین روپیہ خط و کتابت کا پتہ
ڈاکٹر کیسٹر سنگھ ایم اے بکرم ہسپتال فیروز پور شہر پنجاب

ہندوستان ایک لائٹانی کمپنی

کیا اب کو معلوم نہیں ہے کہ بھارت میں کتنی لاہور ہندوستان میں ایک لاکھ لاکھ کتنی ہے مصلحت ذیل
 وجوہات سے (۱) اسکا کل انتظام و بیسیوں کے ماتھے میں ہے (۲) اسکا سرمایہ ویسی کارخانوں اور
 تجارت میں لگا یا جاتا ہے جس سے اس کی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہنچتا ہے (۳) ویسیوں
 کے ماتھے میں انتظام ہونے کی وجہ سے اس کمپنی کا فرج دوسرے غیر ملکی کمپنیوں کے مقابلہ میں
 بالکل کم ہے اور مسئلے کی ختمت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قائم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے
 انتقال کر چکے ہیں ان کے پس اندازوں کو مباحل چھت کے فوراً بمید کار وپہرہ اوکیا گیا ہے چنانچہ تمام ملک
 کمپنی کی خوش معاشی اور حق شناسی سے خوب واقف ہے اس کے علاوہ مذکور کی خصوصیات اس
 کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بھر کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی جو
 کو مد نظر رکھے گا تو وہ قائل ہو جائے گا کہ اسے اپنی زندگی کا بھر سولے بھارت کے اور کسی کمپنی
 میں نہیں کرانا چاہئے آج وقت ہے کہ اب اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بن کر رہنے والے ہوں اور دیگر
 عزیزوں کیلئے ایک معقول رقم جمع کر جائے گا انتظام کریں ہماری کمپنی کے پریسکریٹس کا سرکاری ملاحظہ
 ہی آپ کو ہمارے دعویٰ کی سخت کافانی کرادے گا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھ کر بھیجئے پریسکریٹس
 مذکور آپ کی خدمت میں بذریعہ ڈاک پہنچ جائے گا گلیاں احمد پشیمبر و ایچ اری آیا
 دفعتاً شمس بنام لاہوریت رائے سہاسنی سکریٹری بھارت ہندو کمپنی لمیٹڈ لاہور آئی جی ہے

تفسیر القرآن مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

معمولاً طور پر مذہبی اختلاف تھا لیکن وہ رومی پیلٹا
دل کا قوی نہ تھا مہات کو سزا دینا کہ قیصر کے پاس اس کی
شکایت کی جائے گی۔ اور پھر ایک اور مہات کی شکایت پہلے
پیلٹا طوس اور اس پیلٹا طوس میں یاد رکھنے کے
لائق ہے کہ پہلے پیلٹا طوس نے اس وقت جو سچا بہن
مریم عدالت میں پیش کیا تھا یہودیوں کو کہا تھا کہ
میں اس شخص میں کوئی گناہ نہیں دیکھتا ایسا ہی
جب آخری سچ اس آخری پیلٹا طوس کے روبرو
پیش ہوا اور اس سچ نے کہا کہ مجھے چند روز تک
جواب کے لئے مہلت دینی چاہئے کہ مجھے پھر خون کا الزام
لگایا جاتا ہے تب اس آخری پیلٹا طوس نے کہا کہ میں
آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا یہ دونوں قول دونوں
پیلٹا طوسوں کے بالکل باہم متضاد ہیں اگر فرق ہے تو
مرض اس قدر ہے کہ پہلا پیلٹا طوس اپنے اس قول
پر قائم نہ رہ سکا اور جب اس کو کہا گیا کہ قیصر کے پاس
تیری شکایت کرے گا تو وہ ڈر گیا اور حضرت سچ کو اس
نے عداوت خوئی اور بددیوئی کے حوالے کر دیا کہ وہ اس
سچ دہی سے غلطی نہ تھا اور اسکی عورت بھی غلطی نہ تھی۔
کہونکہ وہ دونوں سچ کے سخت معتقد تھے لیکن یہودیوں
کا سخت شور و غوغا دیکھ کر بڑی ادھر غالب آگئی تان
ابن پوخذہ طور پر اس نے بہت سی کی کہ سچ کی جان کو
صلیب سے بچا جاوے اور اس سچی میں وہ کامیاب
ہو گیا مگر بعد اس کے سچ صلیب پر چڑھا گیا اور
شدت درد سے ایک ایسی سخت عیشی میں آگیا کہ گویا وہ
موت ہی تھی۔ بہر حال پیلٹا طوس رومی کی کوشش سے
سچ ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کے لئے پہلے
سے سچ کی دعا منظور ہو چکی تھی۔ دیکھو عبرتیں باہ
آیت ۷ بعد اسکے سچ اس میں سے پوخذہ طور پر
بھاگ کر کٹھیر کی طرف آگیا اور وہیں فوت ہوا اور تم
سن چکے ہو کہ سری نگر محمد خان یار میں اس کی قبر
ہے یہ سب پیلٹا طوس کی سچی کا نتیجہ تھا لیکن تاہم
اس پہلے پیلٹا طوس کی کارروائی بڑی دلی کی رنگ آمیزی
سے خالی نہ تھی اگر وہ اپنے اس قول کا پاس کر کے
کہ میں اس شخص کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا سچ کو چھوڑ
دیتا تو اس پر کچھ مشکل نہ تھا اور وہ چھوڑنے پر قادر تھا مگر
وہ قیصر کی دہائی سزا دینا چاہتا تھا لیکن یہ آخری پیلٹا طوس
بادیوں کے مجرم سے نہ تو حالانکہ ابھی قیصر کی
بادشاہت تھی لیکن یہ قیصر اس قیصر سے بدرجہ
بہتر تھی۔ اس لئے کسی کے لئے ممکن نہ تھا کہ حاکم پر دباؤ
ڈالنے کے لئے اور انصاف چھلانے کے لئے قیصر

سے ڈراوے بہر حال پہلے سچ کی نسبت آخری سچ
پر بہت شور و مضمون اٹھایا گیا تھا اور میرے
مخالف اور مددے قوموں کے سرگرم جمع ہو گئے
تھے مگر آخری پیلٹا طوس نے سچائی سے پیار کیا اور
اپنے اس قول کو پورا کر کے دکھایا کہ جو اس نے مجھے مخاطب
کر کے کہا تھا کہ میں پھر خون کا الزام نہیں لگاتا اس میں
نے مجھے بہت صفائی اور مردانگی سے بری کیا اور پہلے
پیلٹا طوس نے سچ کے پانے کے لئے جلون سے کام لیا
مگر اس پیلٹا طوس نے جو کچھ عدالت کا تقاضا تھا اس
طور سے اس تقاضا کو پورا کیا جس میں بڑی کارنگ نہ تھا
جس دن میں بری ہوا اس دن اس عدالت میں کئی فوج
کا ایک چور بھی پیش ہوا یہ اس لئے وقوع میں آیا کہ پہلے
سچ کے ساتھ ہی ایک چور تھا لیکن اس آخری سچ کے
ساتھ کے چور کو جو پکڑا گیا اس پہلے چور کی طرح جو پہلے
سچ کے ساتھ پکڑا گیا صلیب پر نہیں چڑھایا اور نہ
اسکی ہڈیاں توڑی گئیں بلکہ صرف تین ماہ کی قید ہوئی۔
اب پھر ہم اپنے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے
ہیں کہ سورۃ فاتحہ میں اس قدر حقائق و دقائق و معانی
جس میں کہ اگر ان سب کو لکھا جائے تو وہ باتیں ایک
دفتر میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں ہی ایک حکیمانہ دھاک دیکھو
کہ جو اس سورہ میں سکھائی گئی ہے بچے اہل دنیا
الصراط المستقیم یہ دعا ایک ایسا مقبول مقام
اپنے اندر رکھتی ہے جو تمام دین اور دنیا کے مقاصد
کی ہی ایک گنجی ہے ہم کسی چیز کی حقیقت پر اطلاع نہیں
پاسکتے اور نہ اس کے فوائد سے متنبہ ہو سکتے ہیں
جب تک کہ ہمیں اس کے پانے کے لئے ایک مستقیم راہ
نہ ملے دنیا کی جتنی شکل اور پیچیدہ امور میں خواہ وہ
سلطنت اور وزارت کے ذمہ دار ہوں کے متعلق
ہوں اور خواہ سپہ گری اور جنگ و جدال سے تعلق
رکھتے ہوں اور خواہ طبی اور ہمت کے دقیق مسائل
کے متعلق ہوں اور خواہ صناعت طب کے طریق تشخیص
اور علاج کے متعلق اور خواہ تجارت اور زرراحت
کے متعلق ان تمام امور میں کامیابی ہونا مشکل اور غیر
ممکن ہے جب تک کہ ان کے بارہ میں ایک مستقیم راہ نہ
ملے کہ کس طور سے اس کام کو شروع کرنا چاہئے اور ہر
ایک عقل مند انسان مشکلات کے وقت میں یہی اپنا فخر
سمجھتا ہے کہ اس مشکل سرستہ کے بارہ میں ایک بے
وقت تک رات کو اور دن کو سوچا رہے تاکہ اس
مشکل کشائی کے لئے کوئی راہ نکل آوے اور ایک
صفت اور ایک ایجاد اور ہر ایک پیچیدہ اور بے چوڑی
کام کو چھانا اس بات کو چاہتا ہے کہ اس کام کے لئے
راہ نکل آوے پس دنیا اور دین کی اعراض کے لئے
اس دعا راہ نکالنے کی دعا ہے جب سید ہی راہ کسی امر
کے متعلق ہاتھ میں آجائے تو یقیناً وہ امر ہی خدا کے
فضل سے حاصل ہو جاتا ہے خدا کی قدرت اور حکمت

نے ہر ایک دعا کے حصول کے لئے ایک راہ رکھی ہے
مثلاً کسی بیمار کا ٹھیک ٹھیک علاج نہیں ہو سکتا
جب تک اس مرض کی حقیقت سمجھنی اور نسخہ کے
تجویز کے لئے ایک ایسی راہ نہ نکل آوے کہ دل
فتوے دے دے کہ اس راہ میں کامیاب ہوگی۔
بلکہ کوئی انتظام دنیا میں ہو ہی نہیں سکتا جب تک
اس انتظام کے لئے ایک راہ پیدا نہ ہو پس راہ
کا طلب کرنا طالب مقصد کا فرض ہوا اور جیسا
کہ دنیا کی کامیابی کا صحیح سلسلہ ہاتھ میں لینے کے
لئے پہلے ایک راہ کی ضرورت ہے جس پر قدم رکھا
جائے ایسا ہی خدا کا دوست اور مورد محبت اور
فضل بننے کے لئے قدیم سے ایک راہ کی ضرورت
پائی گئی ہے اسلئے دوسری سورت میں جو سورۃ البقرہ
ہے جو اس سورۃ کے بعد ہے سورۃ کے شروع ہی
میں فرمایا گیا ہے **هٰذَا الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ** یعنی انعام
پائینی یہ راہ ہے جو ہم بیان کرتے ہیں۔ پس یہ
دعا یعنی **عَاذُكَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ**
ایک جامع دعا ہے کہ جو انسان کو اسات کی طرف
متوجہ کرتی ہے کہ مشکلات دینی و دنیوی کے وقت
میں اول جس چیز کی تلاش انسان کا فرض ہے وہ
یہی ہے کہ اس امر کے حصول کے لئے وہ صراط مستقیم
تلاش کرے یعنی کوئی ایسی صاف راہ ڈھونڈے
جس سے باسالی مطلب تک پہنچ سکے۔ اور
دل یقین سے بہر جائے شکوک سے نجات ہو۔
لیکن انجیل کی ہدایت کے موافق روٹی مانگنے
والا خدا جوئی کی راہ اختیار نہ کرے گا اس کا مقصد
تو روٹی ہے جب روٹی مل گئی تو پھر اس کو خدا سے
کیا عرض ہی وجہ ہے کہ عیسائی صراط مستقیم سے
گر گئے ایک نہایت قابل شرم عقیدہ جو انسان
کو خدا بنانا ہے ان کے گلے بڑھ گیا ہم نہیں سمجھ
سکتے کہ مسیح ابن مریم میں دوسروں کی نسبت کیا
زیادتی تھی جس سے اسکی خدائی کا خیال آیا۔
معجزات میں پہلے اکثر نبی اس سے بڑھ کر تھے جیسا
کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور الیسا نبی اور مجھے قسم ہے
اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر
مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں
کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو
مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھانا نہ
سکتا اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا۔
جبکہ میں ایسا ہوں تو سوچو کہ کیا مرتبہ ہے اس
پاک رسول کا جسکی خلاصی کی طرف میں
منسوب کیا گیا۔ **ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ**
یہ سورہ فاتحہ میں راہ راست کے لئے دعا لگئی اور دوسری سورہ
میں گویا وہ دعا قبول ہو کر راہ راست بتلائی گئی ہے۔ منہ

من یشاء امجد کوئی خدا اور شکر پیش نہیں جاتا
خدا جو چاہے کرے جو اس کے ارادہ کے مخالف
کرے وہ صرف اپنے مقاصد میں نامرادی نہیں
بلکہ مگر کہ جہنم کی راہ لیتا ہے ہلاک ہو گئے وہ جہنم
نے فاجر مخلوق کو خدا بنایا۔ ہلاک ہو گئے وہ جہنم
لے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا مبارک وہ
جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں ہی
آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں
سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا
ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔
دوسرا فریاد ہدایت کا جو مسلمانوں کو
دیا گیا ہے سنت ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی علی کارروائیاں جو اپنے قرآن شریف کے حکام
کی تشریح کے لئے کر کے دکھلائیں مثلاً قرآن شریف
میں بظاہر نظر نہ آئے نمازوں کے رکعات معلوم
نہیں ہوتیں کہ صبح کس قدر اور دوسرے وقتوں
میں کس کس تعداد پر لیکن سنت نے سب کچھ کھپ
دیا ہے یہ دہو کہ نہ گئے کہ سنت اور حدیث ایک
چیز ہے کیونکہ حدیث تو سوطیہ سورس کے بعد
جمع کی گئی مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی
وجود تھا مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان
سنت کا ہے خدا اور رسول کی ذمہ داری کا فرض ہوا
دوام رہا اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کر کے
مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے
اطلاع دے یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کی
کلام کو عملی طور پر دکھا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دین پس
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتیں کرونی
کے سپر ایہ میں دکھلا دین اور اپنی سنت یعنی عملی
کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل
کر دیا یہ کہنا بجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف
تھا کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر
قائم ہو چکا تھا کیا جب تک حدیثیں جمع نہ ہوتیں
لوگ نماز نہ پڑھتے تھے یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے یا حج
نہ کرتے تھے یا حلال و حرام سے واقف نہ تھے۔ ہاں
تیسرا فریاد ہدایت کا حدیث ہے کیونکہ بہت سی
اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں
کہو کہ بیان کرتی ہیں اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے
کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہے جن لوگوں
کو ادب قرآن نہیں دیا گیا وہ اس موقر حدیث کو
بد امن حدیث فعل رسول قول رسول دونوں کا نام حدیث
ہی رکھتے ہیں میں ان کی اصلاح سے کچھ غرض نہیں
ہے اس سنت الگ ہے جسکی شاعت اہتمام خود
آنحضرت نے بذات خود فرمایا اور حدیث الگ ہی جو
ہم میں جمع ہوئی۔ منہ

قاضی قرآن کہتے ہیں جیسا کہ یہودیوں نے اپنی حدیثوں کی نسبت کہا مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادموں کے ہونے سے بڑھتی ہے قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ نوذ بائد یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے۔ حدیث جو ایک ظنی مرتبہ ہے قرآن کی ہرگز قاضی نہیں ہو سکتی صرف ثبوت مؤید کے رنگ میں ہے قرآن اور سنت نے اس کام سب کو کیا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کسی قاضی ہو سکتی ہے قرآن اور سنت اس زمانہ میں ہدایت کر رہے تھے جب کہ اس مصنوعی قاضی کا نام و نشان نہ تھا یہ سنت کہہ کر حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہ حدیث قرآن اور سنت کے لئے تائیدی گواہ ہے البتہ سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا مشاء ظاہر کرتی ہے اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی طور پر صحابہ کو ڈال دیا تھا سنت ان باتوں کا نام ہیں جو سوڑیڈہ سو برس بعد کتابوں میں لکھی گئیں بلکہ ان باتوں کا نام حدیث ہے اور سنت اس علی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانوں کی علی حالت میں ابتداء سے چلا آیا ہے جس پر ہزار مسلمانوں کو لگا یا گیا۔ مان حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اس کا فن کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے اور مؤید قرآن و سنت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اس کے اندر موجود ہے پس حدیث کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کا دینا ہے ان اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنت کے تقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی تقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہو یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لائق نہیں ہوگی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور ان تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں رد کرنا پڑتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پرہیزگار اس پر جرات نہیں کرے گا کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکھو کہ وہ قرآن اور سنت کے برخلاف اور ایسی حدیث کے مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہیں بہر حال احادیث کا قدر کرنا اور ان سے قاطعاً دور رہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منسوب ہیں اور جب تک قرآن و سنت ان کی تلمذ یہ نہ کرے تم ہی ان کی تلمذ نہ کرو بلکہ چاہئے کہ احادیث نہویہ پر ایسے کار بند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل مگر اس

کی تائید میں تمہارا سپاس کوئی حدیث ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اس کی تطبیق کے لئے فکر کرو شاید وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو ہینیکہ و کردہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو کیونکہ قرآن اس کا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے جو کسی پیش گوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ میں یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیش گوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو سچی سمجھو اور ایسے محدثوں اور روایوں کو معافی اور کاذب خیال کرو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو ایسی حدیثیں صدائیں جنہیں پیشگوئی بیان ہیں اور اکثر ان میں سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہیں پس اگر کوئی حدیث ان میں سے پوری ہو جائے اور تم یہ کہہ کر مال دو کہ ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یا کوئی راوی اس کا مستندین نہیں ہے تو اس صورت میں تمہاری خود بے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رد کر دو جبکہ اسچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا خیال کرو کہ اگر ایسی حدیث نہ ہو اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہو اور نہ ہر پیشگوئی اس کی سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثوں کو ضعیف قرار دیکر اسلام کے ہزار ثبوت کو ضائع کر دو گے پس اس صورت میں تم سلام کے دشمن ٹھہرو گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا یظلموہ علیٰ عقیبہ احد الا کمین اذ قفٰی من رسول پس سچی پیشگوئی بجز سچے رسول کے کس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے کیا ایسے موقع پر یہ کہنا مناسب حالت ایمان داری نہیں ہے کہ صحیح حدیث کو ضعیف کہنے میں کسی محدث نے غلطی کہائی اور یا یہ کہنا مناسب ہے کہ جوئی حدیث کو سچی کہے کہ خدا نے غلطی کہائی اور اگر ایک حدیث ضعیف درج کی بھی بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور ایسی احادیث کے مخالف نہیں جو قرآن کے موافق ہیں تو اس حدیث پر عمل کرو لیکن بڑی احتیاط سے حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ ہیں جنہوں نے اسلام میں فتنہ ڈالا ہے ہر ایک فرقہ اپنے عقیدہ کے موافق حدیث رکھتا ہے یہاں تک کہ نماز جیسے یقینی اور متواتر فریضہ کو احادیث کے تفرقہ نے مختلف صورتوں میں کر دیا ہے کوئی آئین باجمہر کرنا ہے کوئی پوشیدہ کوئی خلف امام فاطمہ پر مبنی ہے کوئی اس پر مبنی ہے کہ مفسد نماز جانتا ہے کوئی سینہ پر ہاتھ

باندھتا ہے کوئی ناف پر اصل وجہ اس اختلاف کی احادیث ہیں کل حذوب بحال دیکھیں فرعون و زسنت نے ایک ہی طریق بتلایا تھا پھر روایات کے تداخل نے اس طریق کو جنبش دیدی اسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی لوگوں کو ہلاک کر دیا شیعوں ہی اسی سے ہلاک ہوئے اگر قرآن کو اپنا حاکم ٹھہراتے تو ایک صورت نور ہے ان کو نور بخش سکتی تھی مگر حدیثوں نے ان کو ہلاک کیا اسی طرح حضرت مسیح کے وقت وہ یہودی ہلاک ہو گئے جو اس حدیث کہلاتے تھے کچھ مدت سے ان لوگوں نے توریت کو چھوڑ دیا تھا اور جیسا کہ آج تک ان کا عقیدہ ہے ان کا یہ مذہب تھا کہ حدیث توریت پر قاضی ہے سو ان میں ایسی حدیثیں بکثرت موجود تھیں کہ جب تک الیاد دوبارہ آسمان سے اپنی غصری وجود کے ساتھ نازل نہ ہو تب تک ان کا سچا معبود نہیں آئیگا ان حدیثوں نے ان کو سخت ٹھوکریں ڈال دیا اور وہ لوگ ان حدیث پر تکیہ کر کے حضرت مسیح کی اس تاویل کو قبول کر کے کہ الیاد سے مراد یوحنا یعنی عیسیٰ بنی ہے جو الیاس کی خواہر اور طبیعت پر آیا اور بروری طور پر اس کا وجود دیا ہے پس تمام ٹھوکریں ان کی حدیثوں کے سبب ہتی جو آخر کار ان کے بے ایمان ہونے کا موجب ہو گئی اور ممکن ہے کہ وہ لوگ ان حدیثوں کے معنوں میں بھی غلطی کرتے ہوں یا حدیثوں میں بعض بعض انسانی الفاظ مل گئے ہوں غرض شاید مسلمانوں کو اس واقعہ کی خبر نہ ہوگی کہ یہودیوں میں حضرت مسیح کے منکر ال حدیث ہی تھے انہوں نے ان پر شور مچا اور تکفیر کا فتوہ لے لکھا اور ان کو کافر قرار دیا اور کہا کہ شخص خدا کی کتابوں کو ماننا نہیں خدا کی الیاس کے دوبارہ آئینی خبر دی اور یہ اس پیشگوئی کی تاویل کرتا اور نیز کسی قرینہ صادقہ کے ان خبروں کو کسی اور طرف کھینچ کر لے جاتا ہے اور حضرت مسیح کا نوذ انجیل میں نہایت سخت مخالفت ان خیالات کی گئی تھی جو کہ ظاہر کی حدیثوں اور روایتوں میں ظاہر کئے گئے تھے۔ یہ حدیثیں سینہ بسینہ حضرت موسیٰ تک پہنچائی جاتی تھیں اور کہا جاتا تھا کہ یہ موسیٰ کے الہامات ہیں۔ بالآخر یہ حال ہو گیا تھا کہ توریت کو چھوڑ کر تمام وقت احادیث کو پڑھنے پر لگایا جاتا تھا بعض امور میں ظاہر توریت کے مخالف ہے تب بھی یہود ظالموں کی بات پر عمل کرتے تھے ظالم مولف یوسف بارکلی مطبوعہ لندن ۱۹۷۸ء

نام اور انہوں نے صرف کابینہ نہیں بلکہ ملحد بھی کہا اور کہا کہ اگر شخص سچا ہے تو پھر دین موسوی باطل ہے وہ ان کے لئے فیج اسوج کا زمانہ تھا جو بھی حیثیت نے ان کو دہوکا دیا غرض حدیثوں کے پڑھنے کے وقت یہ خیال کر لینا چاہئے کہ ایک قوم پہلے اس سے حدیث کو توریت پر قاضی ٹھہرا کر اسمائت تک پہنچ چکی ہے کہ ایک سچے نبی کو انہوں نے کافر اور جال کہا اور اس سے انکار کر دیا۔ تاہم مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے یہ دہی کتاب ہے۔ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔ ایسا ہی مسلم و دوسری احادیث کی تائید بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہیں اور اس احتیاط سے ان پر عمل واجب ہے کہ کوئی معنوں ایسا نہ ہو جو قرآن اور سنت اور ان احادیث سے مخالف ہو جو قرآن کے مطابق ہیں۔ اے خدا کے طالب بندو! کان کو بولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں یقین ہی ہے جو گناہ سے چھوڑتا ہے یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے یقین ہی ہے کہ جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی ثبوت کے ترک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی نئی چیز کر سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی نئی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی نئی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو کیا آسمان کے بچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا مذہب ہے جو تم سے گناہ ترک کر کے کیا میرا بیٹا عیسیٰ ایسا ہے کہ اس کا معنوی خون گناہ سے چھڑائے گا ایسا جو طوطا مت بولو جس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یسوع خود اپنی نجات کیلئے یقین کا محتاج تھا اور اس نے یقین کیا اور نجات پائی۔ افسوس ہے ان عیسائیوں پر جو یہ کہہ کر مخلوق کو دہوکا دیتے ہیں کہ مسیح کے خون سے گناہ سے نجات پائی ہے حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ میں غرق ہیں وہ نہیں جانتے کہ ان کا کون خدا ہے بلکہ زندگی تو قلعہ شکن ہے شراب کی مستی ان کے دماغ میں ہے مگر وہ پاک مستی جو آسمان سے اترتی ہے اس سے وہ بچ رہے۔ (باقی آئندہ)

بند بولوس تو کہے کہ رسول بن جاہل اس شخص کے گوشہ چال چلن کی نسبت کہنا ہیں کچھ ضرورت نہیں کہ عیسائی خوب جانتے ہیں اس سے کہ یہ دہی شخص ہے جس نے حضرت مسیح کو جب تک وہ اس ملک میں ہی رہا وہ دہوکا دیتا تھا اور جب وہ صلیب تک پہنچا تو اس نے ایک جھوٹی خواب کے ذریعہ سے حواریوں میں اپنے تئیں داخل کیا اور تئیں کا شکار کیا اور عیسائین پر موز کو جو توریت کے رد میں ایک قادیان چلا کر دیا اور شراب بہت دیتی اور

مہاجر بہارت الشرائع مہتمم لائبریری کے دفتر سے کہیں مذکور کی
فروش حاصل کی گئی ہے مقررہ ذیل مہتمم میں شائع ہو چکا ہے
نقل چٹھی مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۱۷ء سید صاحب لائبریری

اسلامی تمدن کی منیظیریت

نظرین جب کسی اقبال مند قوم پر اوار آئے تو پہلے خدا تعالیٰ اس سے وہ محاسن و فضائل سب کر لیتا ہے جنکی وجہ سے اسے اقبال ملا تھا یا یوں کہو کہ وہ نشاۃ کی ماری قوم خود بخود اطاری میں پڑ کر اوصاف کمال سے براعتی کر گئے تھے اور افراد قوم کے اخلاق میں برائیاں پیدا ہو کر روز بروز بڑھتی جاتی ہیں یہاں تک کہ شدہ شدہ آئیناں نسلیں اپنے اسلاف کے طور و طریق سے بالکل الگ جا پڑتی ہیں۔ آج مسلمان کیلئے تباہ و خستہ حال ہیں اور کیوں دنیا میں عزت و اقبال کے بعد ذیل و خوار ہو رہے ہیں؟ صرف اسی لئے کہ ان کے وہ اخلاق و اطوار جو کبھی ترقی و اقبال کا سبب بنے ہوئے تھے ان الله لا یغیر ما یعطوہ حتی یتغیروا ما بانفسہم جو اوصاف ان کے اسلاف میں تھے خود انہیں نہ رہے۔ اور جتنے تو کیونکر؟ جنت بیت نے انہیں پا لپوس کر رکھا۔ اور آئیناں نسلوں کا فہم و ادب بیا وہ تو ناقص بلکہ سربلہ نقص و حیثیت ہے اختیار و رونا آجاتا ہے جب ہم اپنی قوم کے اہل بقدر کی جب یہ اہتر حالت ہو تو پھر اس واسطے ادنیٰ لطیقات کا ٹکڑہ ہی کیا ہے۔ انسانی فطرت کا خاصہ یہ کہ وہ ہمیشہ اپنے سے اعلیٰ کی تقلید و پیروی کرتا ہے۔ پس جب بڑا ہی خوب ہیں تو چھوٹوں کا خواب نہ ہونا ایک لازمی حشر ہمارے ہمنوا یوں اور بزرگ داریوں نے عرف ہم کرنا میل و خوار نہیں کیا بلکہ اسلام کے پاک نام کو بٹھ لگایا اور اسلاف کو ناقص بنا دیا۔ چنانچہ غیو میں چھوٹے ہی یہ کہہ دیتے ہیں کہ مسلمانوں میں تربیت ترقی کیا کسی تھی ہی نہیں۔ جب انکی تربیت و مذہبیت اور علم و فضل کا زمانہ تہا تب ہی تربیت کا رخ ان کے ہاں سیاہ ہی تھا۔ غیر قومیں جو چاہیں ہیں وہ معذور ہیں۔ پر اسے گھر کی جگہ کی باتیں۔ تربیت و پرورش کا حال انہیں کیونکر اور کہاں تک معلوم ہو سکتا ہے؟ بلکہ نگاہ قوم و ننگ اسلاف میں ہم کہ اسلاف کے اوصاف و کمالات کہوئے ہی اتنی ہی خبر نہ رکھ سکے کہ وہ لوگ کیسے تھے اور اس زمانہ کی تعلیم و تربیت کا کیا حال تھا۔ اور کس درجہ کی تھی۔ کہ آج محافلوں کو تو زبان سے کچھ جواب دیدیتے۔ اگر خود کسی لائق تھے تو اسلاف کی قابلیت تو سنا دیتے۔ مگر نہیں اسلاف کی خوبیاں کا نمونا خود انہما کی قابلیت و دیانت پر منحصر ہے۔ کاش اب بھی مسلمان اپنی غفلت شکاری اور بے راہ روی سے باز آئیں اور توفیق ان کے شال حال ہو تاکہ اپنے اسلاف کو طریق تربیت سے پہچانی حاصل کر کے خود بھی اسی طریق سے کیے جائیں

اور ذیل کی چھوٹی سی حکایت کو بڑھ کر آج سے بارہ برس پہلے کی اسلامی کامل تربیت کا اس زمانہ کی نہیں تربیت سے مقابلہ کر کے ذرا شرمائیں تو ہسی۔ مگر وہ شرم ہی کس کام کی شرم ہے جو شرمناک کاموں کو نہ جڑا سکے اور آدمی کو سید سے لڑنے پر نہ آئے۔ حکایت۔ محمد ابن عبدالرحمن ہاشمی نے اپنے دوست احباب کو بیان کیا کہ جعفر ابن یحییٰ برکی کی ماں عتابہ اکثر میری والدہ سے ملنے آتی تھیں۔ چونکہ وہ بڑی دانا اور شیریں گفتار تھیں جب کہیں وہ ہمارے گھر آتیں میں بہت خوش ہوتا۔ اور خواہ مخواہ اوپر اصرار کی باتیں چکر کران کے پاس بیٹھا رہتا۔ ایک دن یونہی اوپر اوپر کی باتیں کرتے کرتے میں نے ان سے کہا کہ بعض لوگ آپ کے فرزند جعفر کو فضل سے افضل سمجھتے ہیں اور بعض فضل کو جعفر سے۔ آپ بتائیے کہ انیس سے کون افضل ہے؟ ام جعفر نے کہا میں انیس فضل ہی ہے۔ میں نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اکثر لوگ انیس سے اسکر خلاف ہے۔ ام جعفر نے کہا اچھا تو میں تم سے ایک قصیدہ سن کر ہوں۔ تم ہی قصیدہ کر دو کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا اور کسکی برتری ثابت ہوتی ہے؟ مگر ذرا غور کر کے رائے قائم کرنا۔ میں نے کہا بہت اچھا فرمائیے۔ ام جعفر نے یوں کہا شروع کیا۔ ایک دن فضل و جعفر دونوں بہائی گھر میں میرے پاس کھیل رہے تھے۔ دفعہ انکو باجان آگئے۔ کھانیکا وقت تھا کہ نام لگایا اور فضل و جعفر کو بلا کر اپنے ساتھ دسرخوان پر بٹھایا۔ دونوں نے سلیقہ کے ساتھ کہاں کھایا۔ اور باپ بیٹوں میں پیار محبت کی باتیں شروع ہوئیں اور آخر میں ذیل کی گفتگو تک نوبت پہنچی۔ یحییٰ۔ کیوں ابھی تم شطرنج ہی کھینا جانتے ہو؟ جعفر۔ (جو ذرا اشخ اور جری تھا) جی ہاں۔ یحییٰ۔ پھر کہیں اپنے بہائی کے ساتھ ہی کھیلے ہو؟ جعفر جی نہیں۔ یحییٰ۔ اچھا پھر ہمارے ساتھ کھینا۔ دیکھیں کون جیتا ہے؟ جعفر بہت بہتر۔ اسی لمحے۔ فوراً شطرنج لاکر بچھا دیگئی اور مہرے ہمارے گئے۔ ام جعفر شطرنج کھینے کیلئے سید ہو بیٹھا۔ فضل اگرچہ جعفر سے بہت اچھی شطرنج جانتا تھا۔ لیکن اسنے کھینے سے انکار کیا۔ یحییٰ فضل تبسین کیا ہوگا؟ شطرنج کیوں نہیں کھیلتے؟ جعفر نے کہا میں کھیلتا ہوں۔ یحییٰ۔ اچھا پھر میرا جی نہیں چاہتا۔ جعفر جی نہیں۔ بہا یصاحب اپنے آپ کو بڑا شاطر سمجھتے ہیں۔ مجھے کمزور سمجھ کر کھینا نہیں چاہتے۔ مگر میں شرط سے کھیل سکتا ہوں۔ یحییٰ۔ دیکھو تو جعفر کیا کہہ رہا ہے؟ فضل۔ مگر میں کھینا ہی چاہوں میرا جی نہیں چاہتا۔ یحییٰ۔ اچھا پھر تمہاری طرف ہوئے کیوں جعفر منظور ہے؟

جعفر جی بہت بہتر میں تیار ہوں۔ فضل۔ بہتر ہو کہ مجھے معاف کیا جائے۔ یحییٰ۔ اچھا چھاری مرنی نہ ہسی۔ اسقدر کھلوام جعفر میری طرف منوجو ہوں اور یوں کھلوام جعفر اوسے کیا فیصلہ کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ جو کچھ آیتے ہیںے فرمایا تھا وہ بالکل صحیح ہے۔ ام جعفر صاحب زادے میں نے پہلے سے سمجھ لیا تھا کہ تم میری رائے کے موافق فیصلہ کر دگے۔ دیکھو جعفر نے اتنی سی دیر میں چار ٹھوکریں کہاں۔ اور فضل جان سے صاف بچ گیا۔ کیونکہ یحییٰ نے جدا دریافت رائے کے لئے شطرنج کی بابت سوال کیا تھا۔ جعفر نے پہلی ٹھوک کہاں کی اقرار میں۔ دوسری نفوذ میں کہ یہاں سے کھینے کیلئے تیار ہو گیا۔ اور تعلق تک جا پہنچا۔ تیسری نعلی کی کہ شرط باندھ کر اپنے بہائی کا مال لینا چاہا۔ اور چوتھی بار تو بالکل سر کے بل ہی گر پڑا کہ باپ بہائی دونوں سے کھینے پر آمادگی ظاہر اور ان کے مقابلہ کی جرأت کی۔ ابن عبدالرحمن۔ والد! آپ تو قاضی شعیب سے ہی بڑا کمر فیصلہ کرنا ہوا میں۔ مگر یہ بتائیے کہ فضل تو ان سب باتوں کو سمجھ گیا۔ کیا جعفر کچھ بھی سمجھا؟ ام جعفر۔ اچھا اب اسکی کیفیت یہی سن لو۔ یحییٰ ابن خالد جب باہر چلے گئے تھے فضل کو الگ بلا کر پوچھا۔ بتاتم نے اپنے باپ کی خوشی سے کیوں اعراض کیا؟ فضل۔ ان جان اگر میں کھینا جعفر پر ضرور غالب ہوتا اور اسے شرمندہ ہونا پڑتا۔ ایک تو اسی سبب سے نہ کھینا۔ دوسرے یہ کہ اباجان کو اپنا طرفدار بنانا کرنا کہ کو مغلوب کرنا مجھے اس سے ہی زیادہ محبوب معلوم ہوتا۔ ابن عبدالرحمن۔ اچھا اسی طرح آپ نے جعفر سے بھی کچھ دریافت کیا؟ ام جعفر ہاں ہی۔ فضل سے جب میں یہ جواب سن چکی تو تھوڑی دیر کے بعد جعفر کو الگ بلایا اور حسب ذیل گفتگو کی۔ میں۔ جعفر تمہارے اباجان نے تم سے شطرنج کے متعلق صرف اسکو سوال کیا تھا کہ کہیں تم اپنا وقت کھیل ہی میں تو نہیں گزارتے؟ فضل تو چپ رہا مگر تم نے کیسے اقرار کر لیا؟ جعفر۔ ہاں۔ میں نے اباجان کو کئی دفعہ کہتے سنا کہ عزت کے بعد کھینے سے طبیعت برقرار آجاتی ہے۔ آپ جانتی ہیں کہ اباجان کو معلوم ہے کہ میں تعلیم و ادب میں کتنی زحمت اٹھاتی ہوں؟ اسلئے مجھے خیال ہو کہ اسکا ہمارا شطرنج کھینا انکو معلوم نہ ہو گیا ہو۔ بہائی کی طرف سے مجھے انکا کرنا کھینا اندیشہ تھا۔ اسلئے میں نے فوراً کھینا ہاں تم کیلئے میں۔ بلکہ بہائی اور مجھ پر اباجان خفا ہو گیا اور اگر خفا ہوتے تو گویا میں نے بہائی کو تو بچا لیا تھا۔ میں۔ اچھا پھر تم نے بہائی سے شرط کھینا کیوں کھینے کا

ارادہ کیا کیا تم اس کا مال خود لینا چاہتے تھے؟ جعفر جی ہرگز نہیں۔ بلکہ امیر المؤمنین نے مجھے ایک دست دی ہے جو بہا یصاحب کو بہت پسند ہے۔ میں نے ہر چند اصرار کیا مگر انہوں نے نہ لی۔ میں صرف اسے مارنا چاہتا تھا تاکہ بہا یصاحب بخوشی لے لیں۔ ابن عبدالرحمن۔ یا ابی ذریعہ یہی بتا دیجو کہ وہ دست کیسی تھا؟ ام جعفر بتاؤ! ایک دن جعفر امیر المؤمنین کے پاس گیا۔ کچھ ایک یا قوت سرخ کی مرصع دواست رکھی تھی امیر المؤمنین نے دیکھا کہ جعفر اس دواست کو دیکھ کر ہاتھ اپنے دھونے لگا۔ ابن عبدالرحمن۔ اچھا اب آپ باقی قصہ ہی پور کیجئے۔ ام جعفر۔ ہاں بیٹے۔ پیر سینے جعفر سے کہا کہ اچھا یہ ہی سہی مگر تم نے اسے اباجان کو دیا تو ان کو فریق ثانی بنا کر کھینے کی جرأت کیسے کی؟ جعفر۔ اسلئے کہ میں جانتا تھا کہ اول تو بہائی مجھ پر بلا و فخر غالب آئو گے میں۔ اور اگر بالفرض انکی بازی کرنے لگی تو اباجان کی مدد سے ضرور غالب آجائے گا۔ اور جیتنے سے انہیں خرد و خوشی ہوگی۔ اسی لئے میں اسی جرأت کرتے چلا گیا۔ ابن عبدالرحمن۔ خوب! خوب! اگر مجھے اتنا اور بتا دیجئے کہ جسوقت یہ واقعہ پیش آیا کیا فضل و جعفر بالغ ہو چکے تھے؟ ام جعفر۔ بتاؤ تم کیسی باتیں کرتے ہو۔ ایسے بچوں کی نسبت کچھ خیال نہیں ہے کہ کیونکر پیدا ہو گیا؟ بلوغ تو بلوغ جب تیار ہے بچوں کی عمریں دس سال کی ہوتی ہیں ہم انہیں کھیل کود سے روک دیتے تھے۔ اور ہر شخص کے سامنے جتنے تک کی اجازت نہ دیتے تھے۔ (قطعا مباح نہ تھی)

درخواستیں

۱۔ قاضی شاہین صاحب نمبر دار و جاگیر دار ہاں پور قومی نسب میں احمدی سلسلہ میں شادی کرنے کے خواہشمند ہیں آدمی معقول ہے۔ عمر تیس اور چالیس کے درمیان پہلی بوی فوت ہو چکی ہے اس بوی کے اولاد ہی ہے پرانے رشتہ داروں میں شادی نہیں کرنا چاہتے۔ ۲۔ سید علی بخش صاحب ہماری ہاں پور وری کا کام کرتے ہیں کمپن روپیہ ہاں پور آدمی ہے عمر بیس اور تیس کے درمیان ہے۔ ۳۔ منشی عبدالرحمن صاحب مدرس ڈیرہ غازی خان میں منظر تونہ تحصیل سنگڑ احمدی ہیں۔ احمدیوں ہی میں شادی کرنا چاہتے ہیں عمر تیس سال کے قریب پہلی بوی فوت ہو چکی ہے اس کے دولہے کے آٹھ اور چار سال کی عمر کے ہیں دس روپیہ ہاں پور خواہ ہے اور دو سو کمال راضی کے مالک ہیں جو احمدی صاحب سند رجہ بالا اوصاف کے تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ ایڈیٹر محکم کی معرفت جواب طلب امور کے متعلق دریافت کر سکتے ہیں۔

حضرت سید محمد کا ایک شہدائے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حُکْمٌ وَفَصْلٌ مِّنْهُ لَوْلَا اَلْکَرِیْمُ

لے یا رازل بہت سے تو را بہتر ہزار خدا کو تو مرا
 از مصلحتی دگر طرف بیم یک ہر خط نکاہت موی تو را
 برزت من اگر کسی حملہ کند صبر است طریق ہمو خو تو را
 من چہستم و چہ عزتم است جنگ است زہر آبرو تو را
 ایک صاحب محمد اکرام اللہ نام نے روزانہ یہ
 اخبار سورہ ۲۷ یعنی شوریہ میں میرے ان شہدائے
 کی نسبت جنہیں اول دفعہ اور دوم دفعہ کے زلزلہ
 کی نسبت پیشگوئیاں ہیں۔ کچھ اعتراض شائع کئے ہیں
 اور میرے خیال میں وہ اعتراضات صرف تعصب
 کی وجہ سے نہیں ہیں۔ بلکہ ناجائز اور نہایت محدود
 واقفیت بھی ان کا موجب ہے۔ قوم کی حالت پر
 اسی وجہ سے مجھے رونا آتا ہے کہ اعتراض کرنے کی وقت
 کچھ تیر نہیں کرتے۔ اور جنوں کی طرح ایک جوش
 پیدا ہو جاتا ہے۔ یا خود گمانی کی وجہ سے یہ شوق و امن
 گہر ہوتا ہے۔ کہ کسی طرح معترض بن کر میں ہی اول درجہ
 کے مخالفوں میں جگہ بنائے۔ یا کم از کم لائق اور اہل علم
 متصور ہوں۔ مگر بجائے لائق کہلانے کے خود اپنے
 ہاتھ سے اپنی پردہ دری کرتے ہیں اب اہل انصاف
 اعتراضات کو نہیں۔ اور ان کے جوابات پر غور کر کے
 دیکھیں۔ کہ کیا ایسے اعتراضات کو نصف صحت مزاج
 جسکو کچھ بھی عقل اور دین سے حصہ ملتا ہے کر سکتا ہے
 افسوس کہ یہ لوگ اول خود دہوکا کھاتے ہیں۔ اور پھر
 لوگوں کو دہوکے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور اس حالت
 کا سارا باعث وہ جلاہو انقصب ہے کہ جو جہنمی آگ
 اپنے اندر رکھتا ہے

خلاصہ اعتراض - اول قول - اب ہم مرزا صاحب
 کے قول سے ثابت کرنے میں کہ زلزلہ کی پیشگوئی کوئی قابل
 وقعت چیز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنی کتاب ازاد و ایمین
 خود لکھتے ہیں کہ زلزلہ کی پیشگوئی قابل وقعت چیز
 نہیں بلکہ ہنس اور ناقابل التفات ہے۔ البتہ جواب
 واضح ہے کہ معترض نے اس جگہ وہ میری عبارت پیش
 کی ہے کہ جو جینے انجیل میں ہی ایک پیشگوئی پر جو حضرت
 مسیح کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ ازاد و ایمین نے لکھی
 ہے اور اس جگہ کافی ہو گا کہ وہی عبارت زلزلہ کی نسبت
 جو انجیل میں حضرت مسیح کے نام پر مذکور ہے جس
 کو میں نے ازاد و ایمین میں نقل کیا ہے۔ پہلے کے سادہ
 پیش کر دی جائے۔ اور پھر وہ عبارتیں جو میری پیشگوئی
 میں دونوں زلزلوں کی نسبت مذکور ہیں اشتہارات
 شائع ہو چکی ہیں۔ بالتحقیق اس جگہ کہہ دی جائیں۔

تا ناظرین فرمادیں کہ کیا ان دونوں پیشگوئیوں کی ایک
 ہی صورت ہے یا ان میں کچھ فرق ہے۔ اور کیا میری
 پیشگوئی میں بھی زلزلہ کی نسبت صرف معمولی الفاظ ہیں
 جو ہر ایک زلزلہ پر صادق آسکتے ہیں۔ جیسا کہ انجیل میں
 کے الفاظ ہیں۔ یا میری پیشگوئی فوق العادہ زلزلہ
 کی خبر دیتی ہے اور اس جگہ اس بات کا ذکر کرنا بھی بے
 موقع نہ ہو گا۔ کہ جس سرزمین میں حضرت مسیح تھے۔ یعنی
 ملک شام میں اس ملک کی قدیم سے ایسی صورت ہے
 کہ ہمیشہ اس میں زلزلے آیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ کثیر میں
 اور ہمیشہ طاعون بھی اس ملک میں آیا کرتی ہے پس اس
 ملک کے لئے یہ عجوبہ نہیں ہے کہ اس میں زلزلہ آوے۔ یا
 طاعون پیدا ہو۔ بلکہ کوئی بھلا زلزلہ ہی آنا عجیب بات
 نہیں ہے۔ حضرت مسیح کی پیدائش سے ہی پہلے اس میں
 زلزلے آچکے ہیں۔ اور ان کی زندگی میں ہی ہمیشہ سخت
 اور نرم زلزلے آتے ہیں۔ پھر معمولی بات کی نسبت پیشگوئی
 کیا ہوگی مگر ہم آگے چل کر بیان کریں گے کہ یہ زلزلہ کی نسبت
 پیشگوئی تینے کی تھی اس ملک کے لئے کوئی معمولی بات نہ تھی۔
 بلکہ ایک ان سببی اور فوق العادہ بات تھی جسکو تمام
 ملک کے رہنے والوں نے فوق العادہ قرار دیا بلکہ نو
 قیامت سمجھا۔ اور تمام محقق انگریزوں نے بھی یہی
 دی۔ اور تاریخ پنجاب بھی یہی شہادت دیتی ہے۔ اور
 نیز پڑائی عمارتیں جو قریباً سو تواریس سے محفوظ تھیں
 آئین۔ زبان حال یہی شہادت دے رہی ہیں مگر سب
 کو معلوم ہے۔ کہ ملک شام میں تو اس کثرت سے زلزلے
 آتے۔ مگر جب۔۔۔ پیروی حضرت مسیح کی گئی۔ تو غالباً
 اس وقت ہی کوئی زلزلہ آ رہا ہو گا۔

اب ہم ذیل میں وہ پیشگوئی لکھتے ہیں۔ جو زلزلہ
 آنے کی نسبت انجیل میں ہی لکھی گئی ہے جسکو حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ
 ہے تو تم قوم پر اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھ
 آؤ گی اور کال اور مری پڑے گی۔ اور جگہ جگہ بھوکال
 آدین گے۔ دیکھو انجیل میں باب ۲۴۔ یہی پیشگوئی ہے
 جسکی نسبت میں نے ازاد و ایمین میں وہ عبارت لکھی ہے
 جو معترض نے اخبار مذکور کے صفحہ پانچ کالم اول میں
 چھپائیں میں درج کی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کیا یہ بھی
 کچھ پیشگوئیاں ہیں۔ کہ زلزلے آئیں گے۔ مری پڑی
 لڑائیاں ہوں گی۔ غلط طریقے سے معترض صاحب میری
 اس عبارت کو لکھ کر اس سے بات نکالتے ہیں۔ کہ گویا
 میں نے یہ اقرار کیا ہے۔ کہ زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کرنا
 کوئی قابل وقعت چیز نہیں اور ہر ایک عقلمند سمجھ
 سکتا ہے کہ اس عبارت سے میرا یہ مدعا نہیں ہے
 جو معترض نے سمجھا ہے۔ بلکہ غرض یہ ہے۔ کہ موی
 طور پر ایک بات کو پیش کرنا۔ جس میں کوئی انجیل نہیں
 اور جینے کوئی فوق العادہ امر نہیں۔ پیشگوئی کے
 مفہوم میں داخل نہیں ہو سکتا مثلاً اگر کوئی پیشگوئی

کرے۔ کہ ہر سات کے دنوں میں کچھ نہ کچھ بارشیں
 ہوں گی تو یہ پیشگوئی نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ عادت اللہ
 اسی طرح جاری ہے کہ ہر سات کے دنوں میں کچھ نہ کچھ
 بارشیں ہو جایا کرتی ہیں۔ ان اگر کوئی یہ پیشگوئی کرے
 کہ اب کی دفعہ ہر سات کے دنوں میں اس قدر بارشیں
 ہوں گی کہ زمین میں سے چٹے جاری ہو جائیں گے۔ اور
 کوئین پر ہو کر نہروں کی طرح بہنے لگیں گے اور گذشتہ
 سو برس میں ایسی بارش کی کوئی نظیر نہیں ہوگی۔ تو
 اس کا نام ضرور ایک امر خارق عادت اور پیشگوئی رکھا
 جائے گا۔ سو اسی اصول کے لحاظ سے میں نے انجیل میں باب
 کی پیشگوئی پر اعتراض کیا تھا کہ صرف اتنا کہہ دینا کہ زلزلہ
 آئیں گے خاص کر اس ملک میں جس میں ہمیشہ زلزلے آیا
 کرتے ہیں بلکہ سخت زلزلے ہی آتے ہیں یہ کوئی ایسی
 خبر نہیں ہے جس کا نام پیشگوئی رکھا جائے یا اسکو ایک
 امر خارق عادت ٹھہرایا جائے اب دیکھنا چاہئے کہ کیا
 ان ہر سہا شہدات میں ہیں یہی جو میں نے زلزلہ کی نسبت
 پیشگوئی کے طور پر ملک میں شائع کئے ایسی ہی معمولی
 خبر لائی جاتی ہے۔ جس میں کوئی امر خارق عادت
 نہیں اگر درحقیقت ایسا ہی ہے تو پھر زلزلہ کی نسبت
 میری پیشگوئی بھی ایک۔ ولی بات ہوگی زلزلہ کی نسبت
 میرے اشتہار کے الفاظ یہ ہیں سیکم نی۔۔۔
 میں مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی تھی۔

بسکون نے اخبار الحکم اور البدر میں شائع کر دیا
 تھا عفت الدیاسر میں ہا مقام ص ۱۷۱ میں اس
 کا ایک حصہ منٹ جاٹکا اس کی وہ عبارتیں جو عارضی
 سکونت کی جگہ ہیں وہ عبارتیں جو مستقل سکونت کی
 جگہ ہیں دونوں نابود ہو جائیں گی اور ان کا نام و نشان
 نہیں رہے گا الدیاد پر جو الف لام ہے وہ دالات
 کرتا ہے جو خدا تعالیٰ کے علم میں اس ملک میں سے
 وہ خاص خاص جگہ ہیں۔ جن پر تباہی آئیگی۔ اور وہ
 خاص حصہ ملک کے مکانات ہیں۔ جو زمین سے بلبر
 ہو جائیں گے۔ یہ کس قدر فوق العادہ پیشگوئی
 اور کس شدت سے اس میں آئندہ واقعہ کا ذکر
 ہے جس کی توثیق سو برس تک بھی اس ملک میں نظیر
 نہیں پائی جاتی چنانچہ انگریزی اخباروں کے پڑھنے
 سے معلوم ہو گا۔ کہ بڑی بڑی طبقات الارض کے
 محقق اس ملک کی نسبت۔ یہ فوق العادہ واقعہ
 قرار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ یورپ کے بڑے بڑے
 محققوں کی شہادت سے شائع ہو چکا ہے کہ سولہ سو
 برس تک بھی پنجاب میں اس زلزلہ کی نظیر نہیں پائی
 جاتی۔ اور تمام اخبارین اس ضمن سے بھری پڑی
 ہیں۔ کہ یہ زلزلہ نمونہ قیامت تھا۔ پس جبکہ اس
 وحی الہی میں جو میرے پر ہوئی۔ یہ فوق العادہ
 معجزہ ہے۔ کہ اس حادثہ سے عمارتیں نابود ہو
 جائیں گی۔ اور ایک حصہ اس ملک کا تباہ ہو جائیگا

تو پھر نہایت افسوس ہے کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی کو
 جو ایک ملک کے تباہ ہونے کی خبر دیتی ہے۔ انجیل
 کی ایک معمولی خبر کے برابر ٹھہرایا جاوے۔ جو زلزلے
 آئیں گے اور وہ بھی اس ملک میں جو زلزلوں کا گھر
 ہے۔ کیا کسی پیشگوئی کے اس سے زیادہ الفاظ
 طرارے والے ہو سکتے ہیں ہر ایک نصف مزاج خود
 سوچے۔ کہ کیا اس ملک پنجاب کے لئے زلزلہ
 کی پیشگوئی کے الفاظ اس سے زیادہ فوق العادہ
 ہو سکتے ہیں۔ جو وحی ربانی عفت الدیاد
 محلہا و مقامہا میں پائے جاتے ہیں۔ جس
 کے یہ معنی ہیں۔ کہ ایک حصہ ملک کا ایسا تباہ ہو
 جائیگا کہ اس کی عمارتیں تمام نابود ہو جائیں گی۔
 نہ سر زمین باقی رہیں گی نہ مستقل سکونت کی جگہ اس
 جگہ اٹنے عربی دان بھی الدیاد کے الف لام کو
 ذہن میں رکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ الدیاد سے ایک
 حصہ ملک کا مراد ہے اور عفت کے لفظ سے یہی
 مطلب ہے۔ کہ اس حصہ ملک کے سب مکانات
 گر جائیں گے۔ نابود ہو جائیں گے۔ نابود ہو جائیں گے
 گے پس کوئی مجھکو سمجھاوے۔ کہ اس ملک کے لئے
 اب ۱۰۰۰ قہ پہلے اس سے کب پیش آیا تھا اور نہ ایمان
 داری سے بعید ہے کہ انسان بے جا ہو کر جو ط
 بولے اور اس خدا کا خوف نہ کرے جس کا ہاتھ ہم
 ایک وقت سرادیتے پر قادر ہے اور پھر اشتہار
 الوصیت میں جو ۲۷ غزوری عن شہادۃ میں زلزلہ
 سے پہلے شائع کیا گیا تھا یہ عبارت درج ہے۔
 اس وقت جو آدمی رات کے بعد چار بج چکے ہیں بطور
 کشف میں دیکھا ہے کہ دردناک موتوں سے عجیب
 طور پر مشور قیامت پر پا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی الہام
 ہوا کہ موتا مونی لگ رہی ہے اب سوچو کہ
 کیا ایک آئندہ واقعو کی ان الفاظ سے پیشگوئی کرنا کہ
 وہ نمونہ قیامت ہو گا اور شور قیامت اس سے
 برپا ہو گا۔ وہ پیشگوئی اس پیشگوئی سے مشابہ
 ہو سکتی ہے جو معمولی الفاظ میں کہا جائے جو زلزلے
 آدین گے خاص کر شام جیسے ملک میں جو اکثر زلزلوں
 اور طاعون کی جگہ ہے اگر خدا تعالیٰ کا خوف ہو تو
 خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے انکار میں ہر قدر دلیری
 یہ میرے پر حملہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ پر حملہ ہے

۱۰ اگر کسی کو ان معجزات میں شک ہو تو اسے اللہ تعالیٰ
 کی قسم ہے کہ کسی مخالف عربی دان کو قسم دیکر دیکھو۔ کہ کیا
 الہام عفت الدیاد میں عبارتوں کا کرنا نابود ہو جانا اور
 ایسے مکانات کا کرنا جو عارضی آمد و رفت کے لئے
 مقرب ہوتے ہیں جیسا کہ ہم سارا اور کارخانہ کے بیٹا
 لاکھان والی دیوی کا مندر یاد دہائی ہو وہاں کے
 کارخانہ تباہ نہیں ہوتا ہے ظاہر ہے کہ ایسے کلمہ طور پر
 ہے جس سے آئے تو صحیح تصویرت نہیں۔

جس کا وہ کلام ہے۔ اور یہ کہنا کہ عفت الدیار
محلہ اور مقام ہمایہ لیسہ بن رہی ہے ایک بیت
کا پہلا مصرعہ ہے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ پر گستاخانہ
حملہ ہے۔ وہ ہر ایک شخص کے قول کا وارث ہے
بے حد ہوا کوئی اور ہوا کی توفیق سے شعر بھی بنتا
ہے۔ پس اگر اس نے ایک شخص کے کلام کو لیکر
بطور وحی القا کر دیا تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔
اور اگر یہ اعتراض ہو سکتا ہے تو پھر اس بات کا کیا
جواب ہے کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت ہے۔
فقد ارسلناک اللہ احسن المتخلفین۔ یہ بھی
در اصل ایک انسان کا کلام تھا۔ یعنی عبد اللہ بن
ابی سرح کا جو ابتداء میں قرآن شریف کی بعض آیات
کا کاتب بھی تھا۔ پھر مرتب ہو گیا۔ وہی کلام اس کا
بغیر کی پیشی کے فرقان مجید میں نازل ہو گیا۔ اور یہ
وحی الہی کہ عفت الدیاد محلہ اور مقام ہمایہ
اس کے عروہ قرآن شریف کی آیت موصوفہ کے
عروہ سے بھی زیادہ نہیں ہیں۔ یعنی نقیاریہ اللہ
احسن المتخلفین ہے بلکہ اس کے اکثر عروہ
ہیں مگر آیت قرآنی کے بائیس عروہ۔ پھر مقرر
کا اس وحی الہی پر یہ کہاوت سنانا کہ کہیں کی بیٹ
کہیں کا روڑا۔ بھانسی نے کتبہ جوڑا اسکو ذرا سوجھا
چاہئے۔ کہ اس نے در حقیقت قرآن شریف پر حملہ کر کے
اپنی ماقبلیت دست کر لی ہے۔ اور قرآن شریف میں
صرف یہی وحی نہیں جو اس بات کا نمونہ ہو۔ جو وہ پہلے
انسانی کلام تھا۔ اور پھر اس سے خدا تعالیٰ کی وحی کا
تواریخ ہوا۔ بلکہ بہت سے ایسے نمونے پیش ہو سکتے
ہیں۔ جہاں انسانی کلام سے خدا تعالیٰ کے کلام کا
تواریخ ہوا۔ جیسا کہ قرآن شریف کو بہت جگہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے تواریخ ہوا ہے۔ جس
سے علماء بے خبر نہیں ہیں۔ اور جن کی نسبت ایک
بڑی فہرست پیش ہو سکتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا
ہے۔ کہ مقرر در اصل قرآن شریف سے منکر ہے
ورنہ ایسا گستاخی اور بے ادبی کا کلمہ ہرگز اس کے
مذہب پر نہ آتا۔ کیا کوئی مومن ایسا اعتراض کسی پر کر
سکتا ہے کہ وہ اعتراض بعینہ قرآن شریف پر آتا
ہو۔ نعوذ باللہ ہرگز نہیں۔

پھر مقرر کا پیشگوئی عفت الدیاد
پر ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ عفت کا لفظ جو ماضی کا صیغہ
ہے۔ اسکا ترجمہ مضارع کے معنوں میں کیا گیا ہے

۱۰ اگرچہ گناہ ہزار عین قسم کے ہوتے ہیں۔ مگر نہایت درجہ
کا لغت و شمع ہے جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام پر اعتراض
کرے۔ جاہل جلدی سے اور گستاخی سے اور خوش ہو کر
خدا تعالیٰ کے کلام پر اعتراض کرتا ہے۔ اور اس قدر
سے گروہ مرگتا ہے۔ اس سے بہتر تھا۔ منہ

حالا کہ اس کا ترجمہ ماضی کے معنوں میں کرنا چاہئے تھا۔
اس اعتراض کے ساتھ مقرر نے بہت شوقی کلمہ
ہے۔ گویا مخالفانہ حملہ میں اسکو ہاری کا مایابی
ہوئی ہے۔ اب ہم اس کی کس کس دھوکا دہی کو
ظاہر کریں۔ جس شخص نے کافیہ یا ہدایت الخوجی
پڑھی ہوگی وہ خوب جانتا ہے۔ کہ ماضی مضارع
کے معنوں پر بھی آجاتی ہے۔ بلکہ ایسے مقامات
ہیں جیکہ ان کے والد اذوقہ متکلم کی نگاہ میں یقینی الوقوع
ہو۔ مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں تا اس
امر کا یقینی الوقوع ہو نا ظاہر ہو۔ اور قرآن شریف
میں اس کی بہت نظیریں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے و لنفخ فی الصور فاذا هم من الاجساد
انی ربکم یسئلون اور جیسا کہ فرماتا ہے و اذ قال
اللہ یا عیسیٰ ابن مریم انت قلت للناس
اتخذنونی دای الہین من دون اللہ الخ
قال اللہ ہذا یدوم بنفع الصادقین صدکم
اور جیسا کہ فرماتا ہے۔ و نعوذنا مانی صدہم
من غل اخوانا علی شریہ متقابلین۔ اور
جیسا کہ فرماتا ہے۔ و نادای اصحاب الجنۃ
اصحاب النار ان قد وجدنا و ما عندنا
ربنا حقنا انزل وجدہ و ما وعدہ ربکم
حقا قالوا نعم۔ اور جیسا کہ فرماتا ہے تبست
ید الی الحب و تب ما غنی عنہ صالحہ
و ما کسب اور جیسا کہ فرماتا ہے و لو توی اذ
وقوا علی النار اور جیسا کہ فرماتا ہے۔ و لو توی
اذ وقوا علی رجعد۔ قال الیس ہذا
بالحق۔ قالوا بلی و دینا۔ اب مقرر صاحب
فرادین کہ کیا یہ قرآنی آیات ماضی کے صیغہ ہیں
یا مضارع کے اور اگر ماضی صیغہ ہیں۔ تو ان کے
معنی اس جگہ مضارع کے ہیں۔ یا ماضی کے۔ جو ٹ
ہونے کی سزا تو اس قدر کافی ہے۔ کہ آپ کا حملہ صرف
میرے پر حملہ نہیں بلکہ یہ تو قرآن شریف پر ہی حملہ
ہو گیا۔ گویا وہ صرف و نحو جو آپ کو معلوم ہے خدا
کو معلوم نہیں اسی وجہ سے خدا نے جا بجا غلطیان
کہائیں۔ اور مضارع کی جگہ ماضی کو لکھ دیا۔

۱۱ مثلاً جس شخص کو بہت سی زہر قاتل دیگی ہو۔ وہ
کہتا ہے کہ میں زہر گیا۔ اور ظاہر ہے کہ مگر ماضی کا صیغہ
ہے۔ مضارع کا صیغہ نہیں ہے۔ اس سے مطلب یہ کہ
یہ تو نامہ کہ میں مر جاؤں گا اور مثلاً ایک وکیل جس کو ایک قری
اور کبھی کبھی نظیر فیصلہ حیف کو رٹ کی اپنے موکل کے حق
میں مل گئی ہے۔ وہ خوش ہو کر کہتا ہے کہ بس اب ہم نے
خج پالی حالانکہ قدر بھی زیر جوینہ ہے کوئی فیصلہ نہیں
کہا گیا۔ پس مطلب یہ کہ یہ تو نامہ کہ میں مر جاؤں گا اور
ایسے وہ مضارع کی جگہ ماضی کا صیغہ استعمال کرنا ہے۔

پھر اس کے ساتھ آپ کا ایک اور اعتراض بھی ہے
اور وہ یہ ہے۔ کہ اس پیشگوئی میں عفت الدیاد
محلہ اور مقام ہمایہ میں زلزلہ کا لفظ کہا ہے۔
اخص اس مقرر کو یہ معلوم نہیں کہ مقصود بالذات
تو پیشگوئی کا اسی قدر مفہوم ہے۔ جو الفاظ سے ظاہر
ہوتا ہے۔ مقرر تو صرف اتنی ہے۔ کہ ایک حصہ ملک
پر بڑی تباہی آئے گی۔ اس جگہ دانا خود سمجھ سکتا ہے
کہ مکانات کا تباہ ہونا بذریعہ زلزلہ ہی ہوا کرتا ہے
مان ممکن ہے کہ عظیم الشان ملک کی تباہی اور شہروں
اور مکانات کا نابود ہونا کسی اور ذریعہ سے ظہور
میں آوے۔ مگر تب بھی بہر حال یہ پیشگوئی سچی ثابت
ہوگی۔ اور جو کہ سنت اللہ کے موافق اس تباہی
کو زلزلہ پر دلالت لازمی ہے اسکا ذکر کرنا۔
ضروری نہ تھا۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ
بعض کم خیم جن کی فطرت نادانی اور تعصب کی وجہ
سے۔ یا ایسا اعتراض بھی کریں گے اس لئے اس نے
زلزلہ کا لفظ بھی بہرہ ریح لکھ دیا۔ دیکھو پھر جب احکم
مورخہ نم ۲۔ دسمبر ۱۹۰۴ء اور اگرچہ یہ پیشگوئی زلزلہ
کی پیشگوئی سے الگ کر کے جو اس سے پہلے شائع ہو چکی
ہے اور سخت تباہی آئے گی اور علامات نابود ہوجائیں
گی اور بنسبیاں کا لحد ہوجائیں گی اور یہ نہیں
بتلائی کہ کس خاص ذریعہ سے یہ تباہیاں وقوع
میں آئیں گی۔ لیکن جو شخص سوچے گا۔ کہ شہر اور
بستان کس ذریعہ سے زمین میں دھنسا کر دیں
اور یک دفعہ عمارتیں کیونکر گر جاتی ہیں۔ اور اس پیشگوئی
کے ساتھ اس پیشگوئی کو بھی پڑھے گا۔ جو اسی
پرچہ میں پانچ ماہ پہلے شائع ہو چکی ہے جس کے
یہ لفظ ہیں کہ زلزلہ کا دھکا۔ وہ ایسا اعتراض
کرنے سے حیا کرے گا۔ کہ پیشگوئی میں زلزلہ کا ذکر
نہیں۔ مان ہم یہ اب بھی کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ
کے کلام میں بہت عمارتیں ہی ہوتے ہیں جیسا کہ
اسد توائے فرماتا ہے من کان فی ہذا بے احمی
صغونی الخ۔ احمی۔ لہذا ممکن تھا۔ کہ زلزلہ
سے مراد اور کوئی عظیم الشان آفت ہوتی۔ جو پورے
طور پر زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی۔ مگر ظاہر عبادت
یہ نسبت تاویل کے زیادہ حق کہتی ہے۔ پس درص
اس پیشگوئی کا حلقہ وسیع تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ
نے دشمنوں کا منہ کالا کرنے کے لئے ظاہر الفاظ کی

۱۲ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص اس جہان میں
اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا
یعنی جسکو خدا کا دیوار اس جگہ نہیں اوس جگہ بھی
نہیں اس آیت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو بجا رہے
جسمانی طور پر اس جہان میں اندھ ہیں وہ دوسرے
جہان میں بھی اندھ ہی ہوں گے۔ بلکہ اس آیت کا جملہ نام
اندھا کر گیا۔ منکر۔

رو سے بھی اسکو پورا کر دیا۔ اور ممکن ہے کہ بیدار
کے بعض حصے اس پیشگوئی کے کسی اور رنگ میں بھی
ظاہر ہوں لیکن بہر حال وہ امر خارق عادت ہوگا
جس کی پیشگوئی ہے چنانچہ یہی زلزلہ جس نے اس قدر
پنجاب میں نقصان پہنچایا اس کی نسبت تحقیقات
کی رو سے سول ملٹی گریٹ وغیرہ اخبارات میں
شائع ہو چکا ہے۔ اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ سوا
بیس تک اس ملک پنجاب میں ایسا کوئی زلزلہ نہیں
آیا۔ پس یہ پیشگوئی بلاشبہ اول درجہ کی خارق عادت
امر کی خبر دیتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی کچھ
ایسے حوادث مختلف اسباب طبعیہ سے ظاہر ہوں
جو ایسے تباہیوں کے موجب ہوجائیں جو خارق عادت
ہیں پس اگر اس پیشگوئی کے کسی حصہ میں زلزلہ کا
ذکر ہی نہ ہوتا۔ تب بھی یہ عظیم الشان نشان تھا کہ نہ
مقصود تو اس پیشگوئی میں ایک خارق عادت تباہی
اور جگہوں کی ہے جو بے مثل ہے زلزلہ سے ہوا کسی
اور وجہ سے۔ پس جب کہ یہ شہادت مل چکی۔ کہ
سولہویس تک اس تباہی کی ملک پنجاب میں نظیر
نہیں پائی جاتی۔ تو یہ پیشگوئی ایک معمولی امر نہ رہا۔
جو صرف انسانی انکس سے ہو سکتا ہے۔
اس پیشگوئی کے پہلے حصہ میں جو نم ۲۔ دسمبر ۱۹۰۴ء
میں اسی اخبار احکم میں درج ہوئی ہے اور درج لفظوں
میں زلزلہ کا ذکر بھی شائع ہو چکا ہے تو ایسے مقرر
کی عقل پر نہیں یار و دین۔ جو کہتا ہے جو زلزلہ کی
کوئی پیشگوئی نہیں کی۔
اب یاد رہے کہ وحی الہی میں عفت الدیاد
محلہ اور مقام ہمایہ دو کلام ہے جو آج سے
تیرہ سو برس پہلے خدا تعالیٰ نے بے لیسہ بن رہیہ
کے دل میں ڈالا تھا جو اس کے اس قصیدہ کا اول
مصرع ہے جو سب سے متعلقہ کا جو قصیدہ ہے
اور بے لیسہ نے زمانہ اسلام کا پایا تھا اور شرف بہلام
ہو گیا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں داخل تھا اس
لئے خدا تعالیٰ نے اس کے کلام کو یہ عزت دی کہ جو
آخری زمانہ کی نسبت ایک عظیم الشان پیشگوئی
تھی کہ ایسی تباہیاں ہوں گی جسے ایک ملک تباہ
ہو گا وہ اسی کے مصرع کے الفاظ میں بطور وحی
فرمائی گئی جو اس کے منہ سے نکلی تھی۔ پس یہ تعجب
سمت نادانی ہے کہ ایک کلام جو مسلمانان کے منہ سے
نکلا ہے وہ کیوں وحی الہی میں داخل ہوا کیونکہ جیسا
کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں وہ کلام جو عبد اللہ بن
ابی سرح کے منہ سے نکلا تھا یعنی نقیاریہ اللہ
احسن المتخلفین وہی قرآن شریف میں نازل
ہوا جسکی وجہ سے عبد اللہ بن ابی سرح مرزا ہو کر
کی طرف بھاگ گیا۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ

۱۳ درجہ تفسیر القرآن الی السعوی علی حاشیہ التفسیر
۲۴۶ - ۲۴۷

کے کلام کا ایک مرتبہ کے کلام سے توار و تہو اتواس سے کیونکہ تعجب کرنا چاہئے کہ بعد میں صحابی بزرگوار کے کلام سے اس کے کلام کا توار و تہو جائے خدا تعالیٰ جیسے ہر ایک چیز کا دار و ثبوت ہے ہر ایک پاک کلام کا بھی وارث ہے اور ہر ایک پاک کلام اسی کی توفیق سے منہ سے نکلتا ہے۔ پس اگر ایسا کلام بطور وحی نازل ہو جائے تو اس بارہ میں وہی شخص شک کرے گا جس کو کلام میں شک ہو اور بعد کے فضائل میں سے ایک یہ بھی تھا جو آسمان سے نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا بلکہ زمانہ ترقیات اسلام کا خوب دیکھا اور اس کے بعد بھی مین ایک سو تالیفوں میں کلام پاک کو تہو اتواس سے بھی کئی مرتبہ قرآن شریف کا توار و تہو جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال قال عمر واخفت دینی فی اربع یعنی چار باتیں جو میرے منہ سے نکلیں وہی خدا تعالیٰ نے فرمائیں اور اگر ہم اس امت مرحومہ کے اولیاء کرام کا ذکر کریں کہ کس قدر دوسروں کے کلام بطور الہام ان کے دلوں پر اتھا ہوئے اور بعض کو شنوی روی کے شعار بطور الہام صحابہ اللہ علیہم السلام کے گئے تو یہ بیان ایک علیحدہ رسالہ کو چاہتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ جس شخص کو ایک ذرا واقفیت بھی اس کو چہرے ہوگی وہ کہیں اس بات کو منہ پر نہیں لائے گا کہ خدا کے کلام کو انسان کے کلام سے تو اورد نہیں ہو سکتا بلکہ ہر ایک شخص جو کسی قدر علم شریعت سے حصہ رکھتا ہے وہ ایسے کلمہ کو موجب کفر سمجھے گا کیونکہ اس عقیدہ سے قرآن شریف سے انکار کرنا لازم آتا ہے آجکل ایک اشکال یہی ہے اور ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس اشکال کو بھی حل کر دیں وہ یہ ہے کہ اگر یہ جائز ہے کہ کسی انسان کے کلام سے خدا کے کلام کا توار و تہو ایسا ہوتا تو قرآن شریف کے معجزہ ہونے میں قدح پیدا کرتا ہے لیکن جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر اور دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کوئی جائزے اشکال نہیں کیونکہ اس قدر قلیل کلام پر اعجاز کی بنا نہیں در قرآن شریف کے کلمات ہی وہی ہیں جو اور عربوں کے منہ سے نکلتے تھے اعجازی صورت کے پیدا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ خدا کا کلام کم سے کم اس سورۃ کے برابر ہو جو سب سے چوٹی سورۃ قرآن شریف میں ہے یا کم سے کم دس آیتیں ہوں کیونکہ یہ بقدر کو قرآن شریف نے معجزہ ٹھہرایا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص کا کلام خدا کے کلام میں بطور وحی کے داخل ہو جائے تو وہ ہر حال اعجاز کا رنگ بچھڑا سکتا ہے مثلاً یہی وحی الہی یعنی عفت الدیاء محلہا وہ مقام صاحب البید رضی اللہ عنہ کے منہ سے شعر کے طور پر نکلی تو

یہ معجزہ نہ تھا لیکن جیسے وحی کے طور پر ظاہر ہوئی تو اب معجزہ ہو گئی کیونکہ بعد ایک واقعہ گذشتہ کے حالات پیش کرتا ہے کہ بیان کرنا انسانی قدرت کے اندر داخل ہے لیکن اب خدا تعالیٰ البید کے کلام سے اپنی وحی کا توار و تہو کر کے ایک واقعہ عظیمہ آئندہ کی خبر دیتا ہے جو انسانی طاقتوں سے باہر ہے پس وہی کلام جب البید کی طرقت منسوب کیا جائے تو معجزہ نہیں ہے لیکن جب خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے تو بلاشبہ معجزہ ہے آج سے ایک سال پہلے اصبات کو کون جانتا تھا کہ ایک جتہ اس ملک کا زلزلہ شدیدہ کے سبب تباہ اور ویران ہو جائیگا یہ کس کو خبر تھی کہ اس قدر تباہی اور دیہات یکہ خور میں مین و حنس کے تمام عمارتیں نابود ہو جائیں گی اور اس زمین کی ایسی صورت ہو جائیگی کہ گویا اس میں کہیں کوئی عمارت نہ تھی پس اس بات کا نام معجزہ ہے کہ کوئی ایسی بات ظہور میں آدے جو پہلے اس سے کسی کے خیال گمان میں نہ تھی اور اس کا فی طور پر بھی اس کی طرف کسی کا خیال نہ تھا کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اس ملک کے رستے والوں نے اس زلزلہ شدیدہ کو بڑے تعجب کی نظر سے دیکھا ہے اور اس کو ایک غیر معمولی اور ان ہونی بات اور نمونہ قیامت قرار دیا ہے اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ محققان یورپ کے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس ملک کی تاریخ پر سولہ سو برس تک نظروں الٹا رہتا ہے کہ پہلے اس سے ایسا خوفناک اور تباہی ڈالنے والا زلزلہ اس ملک میں کبھی نہیں آیا پس جس وحی نے ایک زمانہ دراز پہلے ایسے غیر معمولی واقعہ کی خبر دی کیا وہ غیر معجزہ نہیں ہے؟ کیا وہ انسانی طاقتوں کے اندر داخل ہے؟

مقرر صاحب نے جیسا کہ بیان کر چکے ہیں یہاں پر میں یہ اعتراض شائع کیا ہے کہ پیشگوئی عفت الدیاء محلہا وہ مقام صاحب مین زلزلہ کا کہان ذکر ہے حالانکہ زلزلہ کا ذکر اس پیشگوئی سے پانچ ماہ پہلے ہی اخبار میں شائع ہو چکا ہے اور یہ پیشگوئی اسی زلزلہ کی صفات کا بیان ہے ہمارے مخالفین کی یہ دیانت اور امانت اور عقل اور فہم ہے کیا ان لوگوں میں کوئی ایسی انسان نہیں کہ خلوت میں اس شخص کو مائت کرے اور اس کو گوشمالی کرے کہ ایسا دھوکا بیلک کو کیوں دیا حالانکہ اس کو خوب معلوم تھا کہ پرچہ الحکم ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۴ء میں زلزلہ کی پیشگوئی صاف لفظوں میں موجود ہے جس کے ہیئت ناک نتائج الہام عفت الدیاء میں ذکر کئے گئے ہیں اور یہ دونوں پیشگوئیاں ان کے ظہور سے ایک سال پہلے شائع کی گئی ہیں۔ بلکہ زلزلہ کی پیشگوئی صریح اور صاف لفظوں میں حواہب لریض صفحہ ۸۶ میں بھی موجود ہے جس کو شائع کئے اٹھائی برس ہو چکے ہیں۔ منہ لا

جس ملک کے لوگوں نے بلکہ ان کے باپ دادوں نے بھی قریباً دو ہزار برس تک ایک واقعہ کو نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو اور نہ ان کے خیال و گمان میں ہو کہ ایسا واقعہ ہو سکتا ہے یا امکان میں ہے پھر ہرگز کوئی پیشگوئی ایسے واقعہ کی خبر دے اور وہ واقعہ بعینہ ظہور میں آجائے تو وہ جزئہ صرف معجزہ کہلائیگی بلکہ اول درجہ کا معجزہ ہوگا۔

پھر ہم اس مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ مقرر صاحب نے ایک عظیم الشان پیشگوئی کی عظمت دور کرنے کے لئے اور اس کو تمام لوگوں کی نظر میں خفیف ٹھہرانے کے لئے انہیں کی اوس بے معنی پیشگوئی سے اس کو مشابہت دی ہے جس میں محض معمولی الفاظ میں لکھا ہے کہ زلزلے آؤ گئے لیکن جو شخص ذرا آنکھ کھول کر میرے اشتہارات کی عبارت کو پڑھ گیا اس کو افسوس سے کہنا پڑیگا کہ ناحق مقرر نے روز روشن پر پردہ ڈالنا چاہا ہے اور ایک بہاری حیانت سے کام لیا ہے اس نے میرے اشتہارات کو بڑھ لیا ہے اور اس کو خوب علم تھا کہ میری پیشگوئی کے الفاظ جو زلزلہ کی نسبت بیان کئے گئے ہیں وہ انہیں کے الفاظ کی طرح مست اور معمولی نہیں ہیں تاہم اوس نے دانستہ ہٹ دھرمی کو اختیار کر لیا۔ کس کو معلوم نہیں کہ عربی الہام یعنی عفت الدیاء محلہا وہ مقام صاحب ایک ایسی چونکا دینے والی خبر پیشگوئی کے طور پر بیان کرتا ہے جس سے بدلوں پر لرزہ پڑ جائے کیا یہ ایک معمولی بات ہے کہ شہر اور دیہات زمین و حنس جائیگے اور ارد و مین تھریج کی گئی ہے کہ وہ زلزلہ کا دھکا ہوگا دیکھو اخبار الحکم صفحہ ۱۵۱ کا ۲۴ مورخہ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۴ء اور صفحہ ۱۹۱ میں جو رسالہ آئین شائع کیا گیا تھا اس میں لکھا گیا ہے کہ وہ ایسا حادثہ ہوگا کہ اوس سے قیامت یاد آجائے گی اور الحکم ۲۴ - مارچ ۱۹۰۵ء میں شائع کیا گیا ہے کہ مذکورہ کو ایک نشان دیکھا یا جا گا۔ اور پھر چند شمار الانذار میں لکھا ہے کہ انیوالا زلزلہ قیامت غیر زلزلہ ہوگا پھر اللہ امین لکھا ہے کہ انیوالے زلزلے سے زمین زیر و زبر ہو جائیگی پھر اسی میں لکھا ہے کہ عظیم الشان حادثہ محشر کے حادثہ کو یاد دلائیگا اور پھر اسی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں تیرے لئے زمین پر آرزو نگاتا ہے نشان

۱۰ اخبار لریض گزشتہ میں یہ تحقیقات شدہ شائع کیا گیا ہے کہ ہندوؤں کا مندر جو کلمہ دین زلزلہ سے نابود ہو گیا ہے دہلی میں سے یہ مندر چلا آتا تھا پس ایسا زلزلہ ہے جس کی بات تو یہی تین برس سے ہی نابو ہو جاتیں ہیں

۱۱ ایسا ہی میری کتاب حواہب لریض مطبوعہ ۱۹۰۵ء میں ایک عفت زلزلہ کی خبر ہے جس سے عمارتیں کھنکی اور امین نہ صرف عمارتوں کے گرنے کا ذکر ہے بلکہ صاف لفظوں میں زلزلہ کا ذکر ہے دیکھو حواہب لریض صفحہ ۸۶ و ۸۷

دکھلاؤں۔ ہم تیرے لئے زلزلہ کا نشان دکھلائیگی اور وہ عمارتیں جس کو غافل انسان بناتے ہیں یا آئندہ بنائیں گے گرا دیں گے اور میں وہ نشان ظاہر کروں گا جس سے زمین کانپ اٹھے گی تب وہ روز دنیا کے لئے ایک نام کا دن ہوگا۔ پھر اوس اشتہار میں جسکی سرخی ہے زلزلہ کی خبر بارہم۔ آنے والے زلزلہ کی نسبت یہ عبارت لکھی ہے کہ در حقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنیوالا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گذرا۔ اب ایمانا کہو کہ مجلس میں زلزلہ کے بار میں اس قسم کی عبارتیں کہاں ہیں اور اگر میں تو وہ پیش کر نی چاہتا ہوں ورنہ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے اس حق پوشی سے باز آنا چاہئے۔

قول ۱۱ - ترجمہ میں زلزلہ کا لفظ بھی داخل کر دیا تاکہ جاہل لوگ سمجھیں کہ الہام میں زلزلہ کا لفظ بھی موجود ہے۔

۲ قول - اسے اند ہے صاحب پیشگوئی کے مجموعی الفاظ یہ ہیں۔ زلزلہ کا دھکا۔ عفت الدیاء محلہا وہ مقام صاحب۔ دیکھو اخبار الحکم ۱۹۰۵ء و ۱۹۰۶ء ان دونوں کے معنی یہ ہوئے کہ ایک زلزلہ کا دھکا لگے گا اور اس دھکے سے ایک حصہ اس ملک کا تباہ ہو جائیگا اور عمارتیں گرجائیں گی اور نابود ہو جائیں گی۔ اب بتلاؤ کہ کیا مجھے جاہلوں کو دھوکا دیا ہے یا آپ جاہلوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اور کیا مجھے جھوٹ بولا ہے یا آپ جھوٹ بولتے ہیں لعنت اللہ علی الکاذبین۔ اخبار الحکم موجود ہے اس کے دونوں پر چون کو دیکھ لو اور اخبار زلزلہ موجودہ سے ایک سال پہلے ملک میں شائع ہو چکی ہے گو منظر میں بھی پہنچ چکی ہے۔ اب بتلاؤ کہ کس نسبت آپ کو اس جھوٹ پر آمادہ کیا جو آپ دعوے کر رہے ہیں جو زلزلہ کا ذکر پیشگوئی میں موجود ہی نہیں ہے۔

قول ۱۲ - یہ الہام ۱۳۰ - سی ۱۹۰۵ء کے حکم کے صفحہ ۸۶ میں موجود ہے اور اس کے ساتھ صاف طور پر حلی قلم سے لکھا ہوا ہے متعلق طاعون۔

۱۳ جیسا کہ ابھی لکھ چکے ہیں میری کتاب حواہب لریض میں بھی جو شلہ دین چھپرک شائع ہو گئی تھی میرے لفظوں میں یہ پیشگوئی ہے اور زلزلہ کا نام لیکر ذکر موجود ہے پھر اس حالت میں جاہل تو وہ لوگ ہیں کہ جو اتنی تفریح اور توجہ کے بعد بھی سمجھتے ہیں کہ زلزلہ کا کہان ذکر ہے ان کو چاہئے کہ آنکھیں کھول کر اخبار الحکم ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۴ء میں اور رسالہ آئین کو پڑھیں جو شلہ دین میں شائع ہوا تھا اور پھر حواہب الرحمن کے صفحہ ۸۶ کو پڑھیں جو شلہ دین میں شائع ہوئی تھی اور پھر ایمانی حالت پر رد میں رہیں

۱۴ ایسا ہی میری کتاب حواہب لریض مطبوعہ ۱۹۰۵ء میں ایک عفت زلزلہ کی خبر ہے جس سے عمارتیں کھنکی اور امین نہ صرف عمارتوں کے گرنے کا ذکر ہے بلکہ صاف لفظوں میں زلزلہ کا ذکر ہے دیکھو حواہب لریض صفحہ ۸۶ و ۸۷

مرادین